سبز قبا

شاید ہے طلب پھر مری شبیرؑ کے در سے　　اے جذبۂ مدحت یہ ہوا آئی کدھر سے
بالا ہی رہی شانِ علیؑ ذہنِ بشر سے　　دنیا نے بہت کام لیا فکر و نظر سے
مدحت کے ترانے میں بڑا وزن ہے واعظ　　اک حرف ہے بھاری تری تسبیح گُہر سے
جبریلؑ سے پوچھے کوئی اس نغمہ کا ماخذ　　پڑھتے ہوئے یہ نادِ علیؑ آئے کدھر سے
ہوتا نہ اشارہ جو حسینؑ ابن علیؑ کا　　ہرگز نہ بدلتی شبِ عاشور سحر سے
جیتے ہیں دو عالم حسنؑ سبز قبا نے　　اک صبر کی تلوار محبت کی سپر سے
روتے ہیں جو اس دور کے کشتوں کو مسلماں　　وہ آنکھ ملائیں تو مرے دیدۂ تر سے
دن عشرہ کا ڈھلتے ہوئے دیکھیں گے نہ انصار　　تلواروں پہ صیقل کیے بیٹھے ہیں سحر سے
کھلتی نہیں تائید میں کیوں ان کی زبانیں　　دل جن کے تڑپ جاتے ہیں ماتم کے اثر سے
اک اور علیؑ سے ہوئی خدمت یہ نبیؐ کی　　ماتھے کی شکن مٹ گئی خیبر کی خبر سے
مدحت ہے حسینؑ ابن علیؑ کی مرا جادہ　　گذرے ہیں پیمبرؐ بہت اس راہ گذر سے

ہے حضرت ناسخؔ سے تلمذ کا تسلسل
نسبت ہے مجھے نجم بڑے اہلِ ہُنر سے

○

دین کا رہبر

مسلّم کیوں نہ ہو تیری بزرگی اے علی اصغرؑ　　شریکِ عظمتِ شبیرؑ و شانِ حیدرؑ صفدر
علیؑ ایسے ہی ہوں گے اپنی گہوارہ کی منزل میں　　یہی صورت یہی چتون یہی نظریں یہی تیور

فضائے رحمت و رفعت میں جھولا جھولنے والے تصدق گردشِ آفاق گہوارہ کی جنبش پر
قسم کھاتا ہوں تیرہ سو برس کے دورِ ماتم کی تیری چھ ماہ کی ہے عمر عمرِ خضر سے بہتر
لڑکپن بھی تصدق ہے جوانی بھی ضعیفی بھی نہاں ہے عالمِ اصغر میں ایسا عالمِ اکبر
رہے پاسِ ادب سے دور ورنہ تیر چلتے میں تجھے گودی میں لے لیتے مہہ و مہرِ فلک بڑھ کر
تجھے نادان کہنا سادگی ہے فکرِ شاعر کی نظر انداز کردینا اسے اے غم کے پیغمبرؑ
ترے معیارِ دانش کی خبر دی استغاثے نے یہ سنتے ہیں کہ جھولے میں ٹھہرنا ہوگیا دوبھر
کوئی صورت نہیں ممکن بجز تیری محبت کے ہمہ وقتی عبادت ہے اگر ایمان کا جوہر
ہوا فائز نہ اس معراج پر کوئی پیمبرؐ بھی شہادت پائی تو نے سبطِ پیغمبرؐ کے ہاتھوں پر
سفر کل چھ مہینے کا ولادت سے شہادت تک مگر تو ہے قیامت تک خدا کے دین کا رہبر
ترے زخمِ گلو کی مُہر نے اے نازشِ فطرت مکمل کردیا شبیرؑ کے ایثار کا دفتر
ہوائے تیر سے آنکھوں میں آنسو تک نہیں آئے تبسم لب پہ آیا دینِ حق کی زندگی بن کر
جسے ہو عشقِ صادق تجھ سے اس کی شان کیا کہنا میرا دل اس کے قدموں میں میرا سر اس کے قدموں پر
بس اب اللہ اکبر کہہ کے میں خاموش ہوتا ہوں بشر کی فہم سے باہر ہے تیرا مرتبہ اصغرؑ

تیری مدحت کے جادے پر یہ فکرِ نجم کی حد ہے
حق آگاہی تیری منزل یداللہی ترے تیور

O

شورِ وفا

سبطِ نبیؐ سے دینِ خدا کا قیام ہے کلمہ حسینؑ کا ہے محمدؐ کا نام ہے
دنیا میں یا حسینؑ کا نعرہ جو عام ہے یہ دشمنِ حسینؑ سے اک انتقام ہے

بے ماتمِ حسینؑ سحر ہے نہ شام ہے   جس دن یہ غم تمام ہے دنیا تمام ہے
سینہ پہ کائنات کے نقشِ دوام ہے   انسانیت حسینؑ کے اُسوہ کا نام ہے
سمجھے کہاں جو سبطِ نبیؐ کا مقام ہے   کتنا ابھی شعورِ بشر تشنہ کام ہے
دریا پہ کون شیر جری تشنہ کام ہے   موجوں کا ہے یہ شور وفا اس کا نام ہے
نفسِ رسولؐ اس کی رضا تک پہنچ گیا   سمجھے تھے ہم کہ راہ خدا نا تمام ہے
اپنی طرف سے چھیڑ نہ اپنی طرف سے جنگ   یہ مسلکِ حسین علیہ السلام ہے
اشکِ غمِ حسینؑ میں ہے لطفِ زندگی   رونا اگر نہ آئے تو جینا حرام ہے
قرآن میں خدا نے مودت کہا جسے   یہ بھی حسینیتؑ کا حقیقت میں نام ہے
ہمراہ ہے ضریح کے عباسؑ کا علم   واللہ یہ شعورِ وفا کا مقام ہے
موسمِ غمِ حسینؑ کا آیا چلا گیا   یہ کاروانِ درد بڑا تیز گام ہے
شاعر ہوں اس کے در کا میں اے شاعرانِ دہر   جس کا ہر ایک لفظ خدا کا کلام ہے

تقلید میری ہوتی ہے اہلِ سخن میں نجمؔ
چھایا ہوا دلوں پہ یہ رنگِ کلام ہے

○

دردِ درماں

چاند نے زہراؑ کے مستقبل درخشاں کر دیا   قومیت کی روحِ آزادی کو جولاں کر دیا
جلوۂ شبیرؑ نے جنت بداماں کر دیا   قسمت اس جنگل کی جس کو کوئے جاناں کر دیا
سینۂ یثرب سے نکلا کاروانِ دردِ دل   کربلا کو سجدہ گاہِ درد و درماں کر دیا
اے حسینؑ ابنِ علیؑ اے کارسازِ حریت   تو نے مرگ و زندگی دونوں کو آساں کر دیا

سر پہ رکھ کر ہجومِ غم میں تاجِ بے کسی
ظلم کے آئین کو سرور گریباں کردیا

درد کی قوت سے دنیا لرزہ براندام ہے
بجلیاں ماتم میں بھر دیں غم کو طوفاں کردیا

جھوٹ سے ٹکرا کے سچے بول شمع بن گئے
ہر زبانِ گنگ کو شمشیرِ عریاں کردیا

ڈھے گیا قصرِ امارت ہل گئی بنیادِ ظلم
کارگاہِ عیش کو خوابِ پریشان کردیا

اضطرابِ معنوی دے کر بنایا دل کو دل
زندگی کو زندگی انساں کو انساں کردیا

تجمؔ ہم نے مدحِ اہلِ بیتؑ کے ہر شعر میں
فاضلِ طینت کی فطرت کی نمایاں کردیا

○

شانِ انصار

جنگ کا دن تھا مصلّے پر تھے انصارِ حسینؑ
ٹیک کر تلوار اُٹھا ہر فداکارِ حسینؑ

فہمِ انسانی سے بالاتر ہے معیارِ حسینؑ
خالقِ عزت سے پوچھو عزتِ کارِ حسینؑ

کردگارِ حسن کی ناز آفرینی دیکھئے
دو امامؑ اور اک پیمبرؐ ناز بردارِ حسینؑ

خانۂ حق کی سیہ پوشی ہے اس غم کی گواہ
ابتدائے غم سے کعبہ ہے عزادارِ حسینؑ

دامِ آزادی میں دنیا مجھ کو لا سکتی نہیں
میں گرفتارِ علیؑ ہوں میں گرفتارِ حسینؑ

ظہر کو سجدوں میں تھے سر عصر کو نیزوں پہ تھے
روزِ عاشورہ نے دیکھی شانِ انصارِ حسینؑ

چل پڑا راہِ خدا پر اک منظم کارواں
جب مجسّم ہوگئے احساس و افکارِ حسینؑ

صبح اُٹھ کر سب نے دیکھا اپنا منہ تلوار میں
کیا مجاہد تھے بجز آئینہ دارِ حسینؑ

لے کے آئی عصرِ حاضر تک تولّا کی کشش
وقت نے دیکھی سُنی رفتار و گفتارِ حسینؑ

ڈوبتے سورج سے پوچھا یہ اُبھرتے چاند نے
کب سے ربِ کرم پر رکھے ہیں رخسارِ حسینؑ

اُن کی نعلینِ مبارک میرے سر آنکھوں پہ تجمؔ
تاجداروں سے ہیں برتر کفش بردارِ حسینؑ

○

سلام

دل ان کی اطاعت میں نہ رہیں قدرت کو گوارا ہو نہ سکا
شبیرؑ کا جو بندہ نہ بنا اللہ کا بندہ ہو نہ سکا

ایثارِ حسینیؑ سے پہلے آنکھوں میں اُجالا تھا لیکن
جب تک یہ دیا روشن نہ ہوا ذہنوں میں اُجالا ہو نہ سکا

کیا سبطِ پیمبر کو غافل اپنا ہی سا انساں سمجھا ہے
انسان وہ ایسا تھا جس کا تو نقشِ کفِ پا ہو نہ سکا

شبیرؑ جب آڑے آجائیں پھر وار کسی کا کیسے چلے
رسوا ہوئے خود ہی دشمنِ دیں اسلام تو رسوا ہو نہ سکا

محفل کے ہزاروں دولہا تھے محفل کے ہزاروں دولہا ہیں
قاسمؑ کی طرح دنیا میں کوئی میدان کا دولہا ہو نہ سکا

کیا پاسِ ادب تھا سرور کا اکبرؑ نے لیا یوں اذنِ وغا
جو کچھ بھی کہا نظروں سے کہا لفظوں میں تقاضا ہو نہ سکا

توحید کی بھی تائید ہوئی اسلام کی بھی تجدید ہوئی
شبیرؑ نے وہ احسان کیا جس کا کوئی بدلا ہو نہ سکا

اللہ رے فراقِ سبطِ نبیؐ تو نے بھی سہی یہ تشنہ لبی
اے نہرِ فرات اب تک تو بھی دریا کوئی پیاسا ہو نہ سکا

عباسؑ اک ایسی ہستی تھا عباسؑ اک ایسی ہستی ہے
اونچا کبھی جس کے پرچم سے معیارِ وفا کا ہو نہ سکا

انسان کی حد سے آگے ہے شبیرؑ کی راہِ فکر و نظر
ہر قوم میں جس کا ماتم ہو انساں کوئی ایسا ہو نہ سکا

شبیرؑ کے غم نے پرکھا ہے شبیرؑ کے غم نے سمجھا ہے
اے نجمؔ کہیں اس دنیا میں سودا ترے دل کا ہو نہ سکا

○

سلام

طرحِ مصرع: ''خونِ حسین ابنِ علی بے اثر نہیں''

رُخ سمتِ کربلائے معلّٰی اگر نہیں
انسانیت کی اور کوئی رہگذر نہیں

صد شکر مل گیا مجھے درِ اہلِ بیتؑ کا
توفیقِ معرفت ہے کہ میں دربدر نہیں

اکبرؑ کی موت اور ان کی جوانی کو دیکھیے
اک آفتابِ حُسن ہے نیزہ پہ سر نہیں

میں ہوں غمِ حسینؑ میں دونوں سے بے نیاز جینے کی آرزو نہیں مرنے کا ڈر نہیں
تم کیا کرو گے ماتمِ شبیر کا علاج یہ دردِ دل ہے چارہ گر دردِ سر نہیں
حاجی ہو کوئی حافظِ قرآں ہو کوئی مجتہد
کچھ بھی نہیں علیؑ سے محبت اگر نہیں

○

سجدہ گاہِ عشق

کربلا کی راہ میں رہبر نگاہِ عشق ہے ساری دنیا آج میری گردِ راہِ عشق ہے
اے مسافر دور سے کر سجدۂ حق الیقیں سر کے بل بھی حد سے بڑھ جانا گناہِ عشق ہے
عشق کا سجدہ ہوا ایسا نہ پھر بعد حسینؑ کربلا اس روز سے خود جلوہ گاہِ عشق ہے
عہدِ ختمی مرتبت میں جا کے یہ عقدہ کھلا حُسن بھی روزِ ازل سے رُو براہِ عشق ہے
گُم نہیں کرتے کبھی رستہ مرے قول و عمل میرا ہر اک لفظ ہر جُنبش براہِ عشق ہے
تاجدارِ کربلائے عشق ہیں سبطِ نبیؐ اشک و آہ و مجلس و ماتم سپاہِ عشق ہے
کس قدر خاموش جذبہ ہے پتہ چلتا نہیں اس بھری دنیا میں کس سے رسم و راہِ عشق ہے
تاج کے محتاج ہیں جو، ان سے کہہ دے ہم نفس میرے سر "قالو بلیٰ" والی کلاہِ عشق ہے
ہوشیار اے راہرو ٹھوکر نہ کھا جانا کہیں ہر قدم پر عشق کے اک سنگِ راہِ عشق ہے
کیا اثر ہے مستقل قربانیِ شبیرؑ کا آج تک دنیا کو احساسِ کراہِ عشق ہے
تو حجابِ منزلِ قوسین تک سمجھا ہے کیا بے خبر اس سے بھی بڑھ کر دستگاہِ عشق ہے
بزمِ شاہی سے گزر بابِ یداللّٰہی تک آ جس کے قدموں کا تصدق عزّ و جاہِ عشق ہے
میں کہاں عشقِ لقائے سبطِ پیغمبرؐ کہاں اللہ اللہ کس بلندی پر نگاہِ عشق ہے

سو رہا ہے کربلا میں قافلہ سالارِ عشق
اس کے مقتل کی زمیں اب خوابگاہِ عشق ہے

میں غمِ شبیرؑ میں محفوظ ہر اک غم سے ہوں
ہر مصیبت میں مجھے حاصل پناہِ عشق ہے

یہ حسینؑ ابنِ علیؑ سے فخرِ نسبت ہے مجھے
میں فقیرِ عشق ہوں وہ بادشاہِ عشق ہے

تجمؔ تیرہ سو برس سے آج تک قبرِ حسینؑ
معبدِ اہلِ وفا ہے سجدہ گاہِ عشق ہے

○

مدحتِ مولاؑ

زمینِ کربلا بھی یاد کرتی ہے تہِ دل سے
نہ پوچھو زائروں کو کیا صدا آتی ہے منزل سے

ہمیں پردیس میں بھی رنجِ تنہائی نہیں رہتا
صدائے یاحسینؑ آئی جہاں دل مل گیا دل سے

علیؑ نے دودھ کا شربت پلایا ابنِ ملجم کو
کسی نے اس طرح بدلہ لیا ہوگا نہ قاتل سے

گرے عباسؑ گھوڑے سے تو گونجی یہ صدا رن میں
سرک جائے گا دریا لاش اٹھے گی نہ ساحل سے

گزر جاتی ہیں عمریں کربلا کا غم سمجھنے میں
یہ آبِ گِل کا پیکر آدمی بنتا ہے مشکل سے

وہ اس ماحول سے شکرِ خدا کرتے گئے ہوں گے
جو زنداں کو سدھارے شام کے حاکم کی محفل سے

ولائے اہلبیتِ مصطفٰےؐ کی عظمتیں پوچھو
کسی شائستۂ غم سے کسی شائستۂ دل سے

علیؑ کے ذکر پر کیا کہہ سکیں گے عقل کے دشمن
گلے رندھ جائیں گے آواز بھی نکلے گی مشکل سے

مری دنیا میں ''اکملت لکم'' کا مدعا ڈھونڈو
محبت ہے محبت کو بھی اس انسانِ کامل سے

شہادت کا شرف پایا تولّا میں فنا ہو کر
اٹھے بھی ہم تو زندہ ہی اٹھے دنیا کی محفل سے

رسائی جس کی بابِ العلم تک ہو اس کا کیا کہنا
بدلتا ہوں میں سب اپنا کلام آوازِ سائل سے

جگہ بزمِ غزل میں دیں نہ دیں وارفتۂ دنیا
مجھے ہے تجمؔ نسبت مدحتِ مولاؑ کی محفل سے

○

نبضِ مشیّت

مقتل میں ہیں حسینؑ یہ قدرت لیے ہوئے　　دو انگلیوں میں نبضِ مشیّت لیے ہوئے
دشمن ہیں تیغ و تیر کی طاقت لیے ہوئے　　شبیرؑ ہیں مزاجِ نبوت لیے ہوئے
قرآن کی زبان بھی ہوتی نہ مستند　　آتا اگر نہ حرفِ مودّت لیے ہوئے
ساری شریعتوں کا خلاصہ ہے ایک لفظ　　کتنی نبوتیں ہے امامت لیے ہوئے
فتحِ عظیم کرب وبلا ان کے نام تھی　　اصغرؑ ازل سے تھے یہ امانت لیے ہوئے
کیا کم یہ امتحاں ہے کہ انوارِ اہلِ بیتؑ　　دنیا میں رہ گئے بشریت لیے ہوئے
نیند آئی ہے علیؑ کو عبادت بنی ہے نیند　　کیا امتیاز ہے شبِ ہجرت لیے ہوئے
اکبرؑ کے ہمہمہ سے لرزتی ہے فوجِ شام　　ہر لفظ ہے اذاں کی جلالت لیے ہوئے
بچ ہی گیا جہاں علی اصغرؑ کے وار سے　　ہر بوند تھی لہو کی قیامت لیے ہوئے
انگڑائی لی ہے گھوڑے پہ حیدرؑ کے شیر نے　　قامت ہے اختیارِ قیامت لیے ہوئے

شعر و سخن میں نجم یہ ہیں بے نیازیاں
بیٹھا ہوں اجتہاد کی قوت لیے ہوئے

○

رازِ عزاداری

موسمِ غم آگیا کر شکرِ احسانِ حسینؑ　　اے سریر آرائے مجلس مرثیہ خوانِ حسینؑ
نالہ ہائے زیرِ لب کو قوتِ پرواز دے　　نوعِ انسانی کے اِک اک فرد کو آواز دے

بے خبر افراد کو رازِ عزاداری بتا
خندہ زن قوموں کو وجہِ گریہ وزاری بتا

پیش کر صدہا برس کے ناشکستہ جوش کو
دعوتِ فکر و نظر دے اہلِ عقل و ہوش کو

منکرِ تاثیر کا بڑھ کر کلیجہ تھام لے
چیخ اٹھے گا شہیدِ کربلا کا نام لے

اسوۂ محنت کشانِ کربلا تعلیم کر
اُٹھ صفِ ماتم بچھا کر قوم کی تنظیم کر

نعرۂ یا ابن نبی میں روحِ معنی ڈال دے
قول کو شانِ عمل دے رنگِ استقلال دے

دشت و در کو آنسوؤں کی سیل سے پانی بنا
درد کو طوفانِ دل کو نوحِ طوفانی بنا

جوشِ غم کے بادلوں سے بجلیاں تخلیق کر
موت کی گہرائیوں میں زیست کی تحقیق کر

شانِ سالاری بتا ذہنِ علم بردوش کو
دستگیری بھی سکھا کچھ دستِ ماتم کوش کو

سرفروشی جس کی ہے سرمایۂ نازِ حیات
اس کے لفظوں میں سُنا افسانۂ رازِ حیات

بات ایسی کہہ جو دستورالعمل ہو کام دے
کربلا سے جو تجھے پہنچا ہے وہ پیغام دے

چہرۂ روشن دکھا کر فطرتِ اسلام کا
کلمہ پڑھوا دے حسینؑ ابن علیؑ کے نام کا

○

فاقہ کش تاجدار

جمال ایسا کہ آسودہ نگاہیں بزمِ انور میں
جلال ایسا تکلم قید لب ہائے سخنور میں

وہ خاموشی جو قوت دار آوازوں پہ بھاری تھی
وہ گویائی کہ حکمت بولتی تھی جس کے پیکر میں

کرم ایسا کہ جس کے معترف تھے دشمنِ جانی
ابھی الفاظ ہیں محفوظ تاریخوں کے دفتر میں

جو سچ پوچھو خلافت کی علیؑ سے ہوگئی زینت
خلافت آئی تھی کیا لینے اس بے نفس کے گھر میں

علیؑ کے نام تک نے آفتوں میں دن گذارے ہیں
مگر پھر بھی نمایاں ہی رہا عالم کے منظر میں

علیؑ اے فاقہ کش اے تاجدارِ جانِ پیغمبرؐ
پئے تسکیں ضرورت تھی تری بزمِ پیمبرؐ میں

علیؑ اے زخمیٔ روزِ اُحد اے حرزِ پیغمبرؐ
خدا معلوم کیا ہوتا نہ ہوتا تو جو لشکر میں

ترے آثار سے اسلام کی تاریخ روشن ہے
ترے ایثار کی تصدیق ہے قرآں کے دفتر میں

نہیں دل معترف تیرا تو پھر اسلام کا دعویٰ
خدا کے گھر میں سرقہ ہے نگاہ نکتہ پرور میں

تری تکبیر کی آواز میں تھی قوم کی قوت
تجھے میں ڈھونڈتا ہوں نعرۂ اللہ اکبر میں

ترے دم سے رہی اسلام میں روحانیت باقی
نہیں گم ہو کے رہتی سلطنت میں مال میں زر میں

نہ تھی تیری حکومت میں ہوا سرمایہ داری کی
چراغِ عافیت روشن تھا ہر مزدور کے گھر میں

غلاموں کو ہے مشکل پاؤں پر اپنے کھڑا ہونا
قدم دوشِ ہوا پر تھے ترے میدانِ خیبر میں

ابھی تھیں تجھ سے وابستہ امیدیں قوم کی لاکھوں
لپٹ کر رہ گئیں قاتل کے زہر آلود خنجر میں

○

آخری سجدہ

رہروانِ راہِ آزادی کے تیور دیکھئے
جس میں اصغرؑ بھی ہیں وہ چھوٹا سا لشکر دیکھئے

کرلیا دل میں غمِ شبیرؑ نے گھر دیکھئے
خانۂ معبود کی دیوار میں در دیکھئے

ماتمِ شبیرؑ تیرہ سو برس طے کرچکا
سب کے قصے رہ گئے رستہ میں تھک کر دیکھئے

کل یہ دنیا زر کے بل پر تھی خلافِ اہلبیتؑ
آج کچلی جارہی ہے طاقتِ زر دیکھئے

بے غمِ شبیرؑ ملتا ہے گدازِ دل کہاں
جنگ اس غم نے بہت کی صلح بھی کر دیکھئے

خون دیتی ہے ابھی شبیرؑ کی خاکِ لحد
خاک میں بھی زندگی کے ہیں یہ جوہر دیکھئے

سوچئے یوں مقصدِ شبیرؑ و مفہومِ یزید
قافلہ اِک سمت اور اِک سمت لشکر دیکھئے

خون کی تحریر بن جائے گی ہر موجِ نشاط
جایئے جشنِ شہادت بھی منا کر دیکھئے

اللہ اللہ جادۂ پرچم کشائے کربلا   آج ہر انساں کا دل نقش قدم پر دیکھئے

زندگی کی عشرتوں میں جان رہ جاتی ہے کیا؟   چار دن موضوعِ درد و غم سے ہٹ کر دیکھئے

اک طرف ارضِ نجف اک سمت ارضِ کربلا
نجم لہریں لے رہا ہے کیا مقدر دیکھئے

○

سلام

اہلِ دل اہلِ نظر آئینہ رخسار آئے   کربلا سج گئی یثرب کے طرحدار آئے

ذہن میں اسوۂ شبیر کا معیار آئے   ہاتھ میں صبر کا دامن ہو کہ تلوار آئے

علی اللہ کہے کوئی اگر مستِ ولا   قطع کردوں جو زباں پر مری انکار آئے

مقصد و منزلِ شبیرؑ سے ہمت لے کر   ایک کیا کتنے ہی منصور سرِ دار آئے

مطمئن قلعہ کی قوت پہ تھے خیبر والے   دل دھڑکنے لگے جب حیدرؑ کرار آئے

حق و باطل کے جدا کرنے کو اٹھے تھے حسینؑ   اقتضا وقت کا تھا بیچ میں تلوار آئے

مجھ کو ہے آلِ پیمبرؐ کی اسیری کا ملال   میرے کانوں میں نہ زنجیر کی جھنکار آئے

اہتمامِ شبِ ہجرت یہ علیؑ کے لیے تھا   نیند میں بھی خبرِ عالم بیدار آئے

صرف شبیرؑ سے معراجِ شہادت کو ملی   یوں تہ تیغ بہت صاحب افکار آئے

حیرت خیبر و خندق کا نہ پوچھو عالم   منزلِ صبر میں جب حیدرؑ کرار آئے

جاں نثارانِ علیؑ یہ بھی محبت ہے کوئی   نام جب لیجئے جب منزلِ دشوار آئے

جو بعنوان تجارت ہو محبت کیسی   کتنے مجلس میں بھی جنت کے خریدار آئے

ان شجاعانِ ازل کا ہوں میں بندہ اے نجم
تنِ تنہا بھی ہزاروں کو جو للکار آئے

○

آخری سجدہ

اثر شہادتِ عظمیٰ کا جاودانی ہے — غمِ حسینؑ ہے باقی جہان فانی ہے
حسینؑ نے جو دیا جان دے کے درسِ عمل — سمجھ لے کوئی تو دستورِ زندگانی ہے
قبول کی وہ جوانی کی موت اکبرؑ نے — کہ ان کے سوگ میں خود آج تک جوانی ہے
شہید ہو کے وہ اصغرؑ نے معرکہ جیتا — کہ جس کے سامنے ہر معرکہ کہانی ہے
لگا رکھا ہے غمِ کربلا کو سینے سے — بہت غموں سے مجھے طاقت آزمانی ہے
علیؑ کی مدح سے کیا دل بھرے گا دو دن میں — یہ سُن رہا ہوں کہ دو دن کی زندگانی ہے
تمام اجرِ رسالت ہیں ان کے قول و عمل — دلوں پہ جن کے مودت کی حکمرانی ہے
مری حیات ہی پر رشک ہے حریفوں کو — ابھی علیؑ کی محبت میں موت آنی ہے

شعورِ مدح بزرگوں کا فیض ہے اے نجمؔ
زہے نصیب یہ اعزاز خاندانی ہے

○

سلام

ہم سمجھے تھے لہرائے گا کعبہ کی فضا پر — دل ٹوٹ پڑا جلوہ گہہِ کرب و بلا پر
شبیرؑ سا پھر کوئی مسافر نہیں آیا — کیا اوس پڑی جادۂ تسلیم و رضا پر

تطہیرِ گلستانِ سخن چاہیے یارب ۔۔۔ کچھ پھول چڑھانے ہیں مزارِ شہدا پر
آہیں غمِ سرورؑ میں کبھی ہیں کبھی آنسو ۔۔۔ فردوس کو بھی رشک ہے اس آب و ہوا پر
ایسی کسی منزل میں بلندی نہ ملی تھی ۔۔۔ عباسؑ کا احسان ہے معیارِ وفا پر
اب تک ہے تردد جنھیں لولاک لما پر ۔۔۔ وہ چیں بہ جبیں ہیں مرے اندازِ ثنا پر
چھوڑی نہ کسی حال میں بھی تعزیہ داری ۔۔۔ ہر حال میں بیٹھے رہے ہم فرشِ عزا پر
لا اسئلکم کہہ کے مودت جو طلب کی ۔۔۔ قرآں نے رکھا تاج سرِ اہلِ ولا پر
دروازۂ جنت سے پکارا تھا کسی کو ۔۔۔ میں دوڑ پڑا خازنِ جنت کی صدا پر

جب میں نے دعا کی تو زیارت کی دعا کی
اللہ کی رحمت ہے مرے دستِ دعا پر

○

سلام

ہر آہ مرے دل کی تولّا کا نشاں ہو ۔۔۔ غم پرچمِ عباسؑ کے سایہ میں جواں ہو
شبیرؑ کی روداد ہو فطرت کی زباں ہو ۔۔۔ باز آئیں جو انساں تو فضا مرثیہ خواں ہو
سینوں سے مودّت کے تجلّی جو عیاں ہو ۔۔۔ ٹوٹا ہوا دل بھی شرفِ کون و مکاں ہو
اللہ رے انصار کے افکار کی قوت ۔۔۔ جب روحِ سماعت علی اکبرؑ کی اذاں ہو
کیا پوچھتے ہو شانِ علمداری عباسؑ ۔۔۔ جس کے قد و قامت سے ہی لشکر کا نشاں ہو
میدان میں باطل کے لیے حجت آخر ۔۔۔ قدرت کا یہ منشا تھا کہ اصغرؑ کی زباں ہو
ہوتی ہے لطافت وہ عجب مدحِ علیؑ کی ۔۔۔ مفہوم پہ جب خلعتِ الفاظ گراں ہو
ہر دور کو ملتی نہیں تصویرِ پیمبرؐ ۔۔۔ وقت آئے نہ پھر ایسا نہ اکبرؑ سا جواں ہو

قرآن کا تفسیر کا دونوں کا وہ گھر ہے　　قرآں کی زباں خلق میں جس گھر کی زباں ہو
پوچھیں جو ہو محشر میں نصیری تو نہیں تو　　اس وقت نہیں میری زباں پر ہو نہ ہاں ہو
اصغر کی شہادت پہ ہوا حق کا یہ فرمان　　اب تیر نہ دنیا میں رہے اور نہ کماں ہو
ڈوبا ہوا اے نجم جو ہو عشقِ علیؑ میں
دنیا میں اسے کیا خبر سود و زیاں ہو

○

سلام

یہ عبادت اور ہے یہ کجکلاہی اور ہے　　زیرِ خنجر یہ نمازی یہ سپاہی اور ہے
اس کے آگے پست ہے ایثار کا ہر معرکہ　　اس نے سر سجدہ میں رکھا ہوگیا سر معرکہ
کٹ گئیں سوکھی رگیں گردن پہ خنجر چل گیا　　لے لیا آغوش میں زہراؑ نے منکا ڈھل گیا
آخری سجدہ دلیلِ کامرانی اب بھی ہے
سینۂ گیتی پہ نقشِ جاودانی اب بھی ہے

○

صراطِ صبر

حسینؑ رازِ حیات آشکار کرتے ہیں　　ہر اختیار پہ موت اختیار کرتے ہیں
علی پہ ڈرتے ہوئے دل نثار کرتے ہیں　　خزاں نصیب کو نذرِ بہار کرتے ہیں
حسینؑ موت کو بر روئے کار کرتے ہیں　　نگاہِ زیست پہ بیگانہ وار کرتے ہیں

شقی شبیہِ پیمبرؐ پہ وار کرتے ہیں　　خزاں پرست ہیں خونِ بہار کرتے ہیں
خوشی جہاں میں نہ تھی اہلِ بیتؑ کی خاطر　　ہم ان سے رشتۂ غم استوار کرتے ہیں
ہزار ہوں جو سپاہی مقابلِ عباسؑ　　یہ انگلیوں پہ انھیں بھی شمار کرتے ہیں
صراطِ صبر پہ دم لیتے ہیں جہاں شبیرؑ　　تو اک محاربۂ یادگار کرتے ہیں
اسیرِ ظلم ہیں لیکن حسینؑ کے ہیں حرم　　جہادِ صبر یہ مردانہ وار کرتے ہیں
قدم ہٹیں گے نہ انصارِ حق کے میداں سے　　حسینؑ پرورشِ کوہسار کرتے ہیں
ہجومِ غم کو ہٹاتے ہیں یا علیؑ کہہ کر　　ہزار وار پہ ہم ایک وار کرتے ہیں
ہوا و تختِ سلیماں و ابر و برق و براق　　اطاعت شۂ دلدل سوار کرتے ہیں
حسین صرفِ خزاں کرکے اپنے گلشن کو　　خدا کا دین سپردِ بہار کرتے ہیں
یہ مجلسیں نہیں پیمان ہیں اطاعت کے　　یہ ہم حسینؑ سے قول و قرار کرتے ہیں
حُر اب دبا نہیں سکتا ضمیر کی آواز　　بڑے عذاب سے شۂ رستگار کرتے ہیں
علیؑ کے ذکر پہ ہو یا خدا کی قدرت پر　　ہم ایک سجدۂ بے اختیار کرتے ہیں
کھلا ہے باغِ شہادت زہے عطائے حسینؑ　　غلام کو بھی شریکِ بہار کرتے ہیں
یہ وقت پھر نہ ملے گا ابو البشر دیکھیں　　حسینؑ شانِ بشر آشکار کرتے ہیں
غمِ حسینؑ نے دی ہے یہ معرفت ہم کو　　گداز دل سے دلوں کا شمار کرتے ہیں
ہزار سال سے ہے انتظارِ صاحبِ عصر　　زبان دی ہے کہ ہم انتظار کرتے ہیں
کمی ہے ذوق کی غیبت سے کچھ نہیں شکوہ　　شکایتِ دلِ امیدوار کرتے ہیں
صلہ میں خلد وہ دیں گے تو تجھ کو کہہ دیں گے　　تمھارے نقشِ قدم پر نثار کرتے ہیں

○

پیامِ حریت

برتر از فکر و قیاس و فہم حیدرؑ ہو گئے　　یہ پیمبرؐ ہوں نہ ہوں نفسِ پیمبرؐ ہو گئے
ذکر وجہ اللہ سے چہرے منور ہو گئے　　نام نکلا منہ سے دل سینوں سے باہر ہو گئے

دل سے نکلے لب تک آئے وصفِ حیدرؑ ہو گئے　　میرے جذبے موجۂ تسنیم و کوثر ہو گئے
یہ بلندی فکر کی یہ عزم شیرا نہ تو ہو　　نام حیدرؑ رکھ دیا ماں نے تو حیدرؑ ہو گئے
خانۂ معبود کی دیوار میں در ہو گیا　　دل جو شوقِ دید میں آپے سے باہر ہو گئے
پرورش پائی نبیؐ کی گرمئ آغوش میں　　خود علیؑ تھے بڑھ کے بازوئے پیمبرؐ ہو گئے
اہلبیتِ مصطفیؐ سے سیکھ شانِ خواجگی　　حق کے بندے بھی رہے اور بندہ پرور ہو گئے
لے تجھے سجدے مبارک اے زمینِ کربلا　　عرش جن کا آستاں ہے ان کے بستر ہو گئے
دینِ فطرت کا خلاصہ تھے حسینؑ ابن علیؑ　　روحِ ملت بن گئے جانِ پیمبرؐ ہو گئے
تربیت کی ذہنِ انساں کی غمِ شبیرؑ نے　　صاحبِ دل بن گئے جو غم کے خوگر ہو گئے
کون لاتا جز حسینؑ آخر پیامِ حریت　　یہ پیمبر کے نواسے تھے پیمبرؐ ہو گئے
وہ بھی دن آئیں دلِ ملت سے آئے یہ صدا　　نوجواں آمادۂ تقلیدِ اکبرؑ ہو گئے
خود پرستی رفتہ رفتہ حق پرستی بن گئی　　نجم آخر شاعرِ آلِ پیمبرؐ ہو گئے

○

تاجِ مدحت

نوید لافتیٰ آئی علیؑ کی مدح خوانی میں　　یہی ہمدوش تھے اسلام کی اٹھتی جوانی میں
زبانیں تھک گئیں جب زندگی کی ترجمانی میں　　حسینؑ اٹھے عمل کی روح بھر دی زندگانی میں
بہت ہیں تہ بہ تہ طوفان دریا کی روانی میں　　چھپی ہے جانفشانی اشکِ غم کی دُرفشانی میں
پلٹتا ہے کوئی ساحل سے یوں تشنہ دہانی میں　　نگاہیں بھی علمبردار کی ٹھہریں نہ پانی میں
اسے بھی صرف کر دوں میں علیؑ کی مدح خوانی میں　　اگر توسیع ممکن ہو حیاتِ جاودانی میں
مودت کی بلندی تک پہنچ کر میری ہمت سے　　محبت جاودانی ہو گئی دنیائے فانی میں
ذبیحِ کربلا کے اوج و رفعت کی جھلک دیکھو　　اذاں کی سربلندی میں اقامت کی جوانی میں

نگاہوں میں ہے میری بائے بسم اللہ کا نقطہ
مجھے اب کیا تکلف ہو غرورِ نکتہ دانی میں

نبیؐ کی آل کو ارمان کیا ہوتا حکومت کا
یہاں عمریں گزاری ہیں دلوں پر حکمرانی میں

ذرا بڑھ کر مشابہ اور ہو جاتے پیمبرؐ سے
علی اکبرؑ نے اپنی جان ہی دے دی جوانی میں

مقدس بانکپن اے نجم میرے تاجِ مدحت کا
کلاہِ خسروی میں ہے نہ دیہیمِ کیانی میں

○

بلندیٔ ہمت

سرور ہیں زیرِ تیغ یہ رفعت لیے ہوئے
کونین کا نظام حکومت لیے ہوئے

ہیں انبیاء بھی بزمِ ازل میں حسینؑ بھی
اٹھتا ہے کون بارِ امانت لیے ہے

اکبر پدر سے مانگنے آئے ہیں اذنِ جنگ
آئینۂ جمالِ نبوتؐ لیے ہوئے

قرآں کی بات کون سمجھتا بجز علیؑ
ہر لفظ ہے خزانۂ حکمت لیے ہوئے

تخلیق کا غرور ہے محشر میں جلوہ گر
اسوہ ہے اہلِ بیتؑ کا فطرت لیے ہوئے

باتیں علیؑ سے کرتا ہے مہمانِ عرشِ حق
کانوں میں لہجۂ لبِ قدرت لیے ہوئے

ہے مستقل سیاستِ شبیرؑ آج بھی
دنیا ہے روز ایک سیاست لیے ہوئے

اک دوش پر بلندیٔ مشکیزہ و علم
اک دوش پر بلندیٔ ہمت لیے ہوئے

○

تکرارِ تجلّی

کس طرح جگہ ملتی اغیار کو اس گھر میں
دھبہ نہیں آسکتا تطہیر کی چادر میں

انسان تھے سب شامل شبیرؑ کے لشکر میں
نکلے یہ بہتّر ہی دنیا کے بھرے گھر میں

حیدرؑ نظر آتے ہیں آغوشِ پیمبرؐ میں
تکرارِ تجلّی ہے کعبہ کے نئے در میں

شبیرؑ بچالیں گے اسلام کو مٹنے سے
ان کا ہے بڑا حصہ احساسِ پیمبرؐ میں

مولا کے غلاموں میں جبرئیلؑ بھی ہیں میں بھی
بس فرق ہے اتنا سا میں در پہ ہوں وہ گھر میں

سجدہ بھی ہے یکتا کا شبیرؑ بھی یکتا ہیں
ہو کون شریک ان کا ذوقِ تہِ خنجر میں

قرآن ہے بے معنی عترت سے جدا ہوکر
جس گھر میں یہ آیا تھا معنی ہیں اسی گھر میں

شبیرؑ سیاست کا وہ قائدِ اعظم ہے
قانون بنا ڈالا عاشور کو دن بھر میں

بے دین تہِ خنجر دنیا اسے کیا سمجھے
روشن ہے جو مستقبل بجھتے ہوئے تیور میں

معراج کی شب اپنے بستر پہ سہی لیکن
باتیں تو علیؑ کی تھیں اللہ و پیمبرؐ میں

اللہ نے اس دن کو بخشی تھی یدُاللّٰہی
کھل جائے گا دنیا پر ہنگامۂ محشر میں

بے حُبِ شہِ مرداں توثیق نہیں ہوتی
یوں نام لکھا لیجیے اسلام کے لشکر میں

اشکِ غمِ سرور کے چھینٹوں سے فنا کردو
طوفاں ہے سیاست کے بے فیض سمندر میں

اے نجم میں شاعر ہوں سرکارِ امامت کا
نظمیں مری پہنچیں گی دربارِ پیمبرؐ میں

حوصلۂ منزل

دل مجلس و ماتم کا حاصل نظر آتا ہے
آنکھوں میں ہوں یہ آنسو جب دل نظر آتا ہے

رعبِ شہِؑ مرداں سے بسمل نظر آتا ہے
چٹکی میں درِ خیبر اک دل نظر آتا ہے

دیکھو کہ وصی وہ ہے وہ دوشِ نبوتؐ پر
جو مُہر نبوت میں شامل نظر آتا ہے

وہ جانِ ارادت ہوں اے اسوۂ شبیری
جو تیرا مخالف ہے قاتل نظر آتا ہے

بلغ پہ نظر پہنچا اے ناظرِ بے پروا
قرآں اسی منزل سے کامل نظر آتا ہے

شبیرؑ کی منزل کو سمجھا ہی نہیں کوئی
دنیا کا ہر اندازہ باطل نظر آتا ہے

سجدے کر اسی رخ پر اے کشتیِ بے ساحل
عباسؑ کے قبضہ میں ساحل نظر آتا ہے

کیا کہیے نصیری کو میکش ہے اسی گھر کا
پی لی ہے بہت اس نے غافل نظر آتا ہے

اللہ رے قربانی وہ خاک شفا ٹھہری
جس خاک کا ہر ذرہ بسمل نظر آتا ہے

ہے چشم حقیقت بیں ہر اہلِ عزا مجھ کو
شبیرؑ کے لشکر میں شامل نظر آتا ہے

قرآں نے سند مانگی حیدرؑ سے صداقت کی
آتا ہے جو اس در پر سائل نظر آتا ہے

گرتا ہوں تصور میں شبیرؑ کے قدموں پر
جب حوصلۂ منزل منزل نظر آتا ہے

دنیا کو مبارک ہو آنکھوں کی تن آسانی
مظلوم کو رونا بھی مشکل نظر آتا ہے

کیا جون سے رونق ہے انصارِ حسینیؑ میں
رخسارِ شہادت پر اک تل نظر آتا ہے

عاشور کو تنہا ہے جو نرغۂ اعدا میں
یہ آدم و عالم کا حاصل نظر آتا ہے

شاید یہ فرشتوں نے سوچا ہو شبِ ہجرت
انسان خلافت کے قابل نظر آتا ہے

سب کہتے ہیں شاعر ہے دربارِ حسینیؑ کا
نجمؔ اپنی حقیقت سے غافل نظر آتا ہے

○

فطرتِ اسلام

متاعِ ذہن میں جس دن مسلکِ شبیرؓ ہو جائے　　لہو کا رنگ بدلے دل نیا تعمیر ہو جائے
اگر انساں کو عرفانِ غمِ شبیرؓ ہو جائے　　شعورِ حریت دنیا میں عالم گیر ہو جائے
جھلک دے جائے اسوہ میں جہاں اندازِ شبیرؓ کا　　مسلماں فطرتِ اسلام کی تصویر ہو جائے
حسینیؓ عزم کی منزل ہو ایسا قصدِ منزل ہو　　قدم رکھتے ہی جادہ جادۂ شمشیر ہو جائے
سبق لے کربلا سے کر وہ میدانِ عمل پیدا　　جہاں ہر ایک نعرہ نعرۂ تکبیر ہو جائے
اگر منشائے فطرت خود نہ ہو کیونکر یہ ممکن ہے　　کسی کی موت کا غم اور عالم گیر ہو جائے
حیاتِ جاودانی ہے غمِ شبیرؓ میں مرنا　　دھنی قسمت کا ہے جو کشتۂ تاثیر ہو جائے
حسینیؓ بزم میں پہلو بچا کر بیٹھنے والے　　خدا ایسا کرے یہ درد دامنگیر ہو جائے

کہاں تک یہ مروّت نجم اک دن حق کے منکر سے
خدا لگتی کہو جو دل کو لگ کر تیر ہو جائے

○

فتحِ عظیم

کیونکر نہ رنگ لاتا سر دے کے گھر بچانا　　اب سر ہیں اور سجدے کعبہ ہے آستانا
وہ مشک تشنہ لب پر اک تیرِ ظلم آنا　　وہ نہر علقمہ کی نبضوں کا ڈوب جانا
ہاں اے شہید تیرے زخمِ دل و جگر سے　　معمور ہو رہا ہے اسلام کا خزانا
تو نفسِ مطمئن ہے درگاہِ ایزدی میں　　مقبول تیرے آنسو ممدوح مسکرانا

قوموں نے تجھ سے سیکھی یہ شانِ خالقیت　　اِک زندگی مٹا کر اک زندگی بنانا
وہ خاک و خوں کا تکیہ اللہ کی زمیں پر　　پیغامِ عبدیت کا تا عرش آنا جانا
وہ ان کے ظلم پرور ہاتھوں میں تھرتھراہٹ　　وہ تیرا دشمنوں کی تیغوں کو آزمانا
تو نے جگہ بنادی جنگل میں کربلا کے　　لوٹا جو بستیوں نے اسلام کا ٹھکانا
یہ عزم یہ تحمل یہ قوت ارادی　　وہ آخری سپاہی جھولے سے لے کے آنا
عہدِ یزیدیت کی بنیاد ہل رہی تھی　　صلِ علیٰ وہ تیرا نیزہ پہ لب ہلانا
اللہ رے صداقت سادات کے لہو کی　　کیسا بھرا پڑا ہے اُجڑا ہوا گھرانا
خیبر کا دَر اٹھانا بابا کی فتحمندی　　فتحِ عظیم تیری لاشِ پسر اٹھانا
اب مانتی ہے دنیا تیرے پیامِ حق کو　　جب ماننے کے دن تھے دنیا نے جب نہ مانا

اے نجم بیٹھتے ہو اب کیا سنبھل کر
آثار کہہ رہے ہیں اٹھنے کا ہے زمانہ

○

ولولۂ انقلاب

اب کیا مرے گناہ رہیں گے حساب میں　　گھُل مل گیا ہوں خاکِ درِ بوترابؑ میں
کتنی ہی سورتیں ہیں خدا کی کتاب میں　　لاؤ کوئی شبیہہ نبیؐ کے جواب میں
بندے جنہیں کلام ہے عترت کے باب میں　　اصلاح دے رہے ہیں خدا کی کتاب میں
گزری ہے عمر بندگیِ بوترابؑ میں　　میں بھی شریک ہوں شرفِ آفتاب میں
یہ اپنی جان دے کے بچاتے نہ کس طرح　　اسلام کمسنی میں تھا اکبرؑ شباب میں
تا شام روندتے ہوئے عابدؑ چلے گئے　　کانٹے تھے پھول ولولۂ انقلاب میں

پروردۂ غدیر کی اللہ رے مستیاں — کوثر ڈبو دیا ہے ولا کی شراب میں
اقرار باللسان کر اے بندۂ خدا — رکھتا ہے اُلفتِ شہِ مرداں حجاب میں
اِک شہسوار راہِ تولّا کو ہوش کیا — سنتا ہوں آسماں و زمیں ہیں رکاب میں
اصغرؑ بڑے بڑوں سے کچھ آگے نکل گئے — کیا گھٹنیوں چلے ہیں یہ راہِ ثواب میں
دل ہو نہ ہو زباں تو نصیری ضرور تھی — جب منہ کھلا کشندۂ خیبر کے باب میں
تحقیق کا جنون ہے فکر عمل نہیں — کیا ڈھونڈھتے ہو کرب و بلا کی کتاب میں

رفعت ترے کلام کی عرش آشنا ہے نجم
کھیلی ہے فکر دامنِ برق و سحاب میں

○

میدانِ عمل

قامت میں قیامت کا تو ہمسر نہیں ہوتا — کیسا ہی جواں ہو علی اکبرؑ نہیں ہوتا
بُت لاکھ بھی توڑے کوئی حیدرؑ نہیں ہوتا — وہ دوشِ پیمبرؐ تو میسر نہیں ہوتا
یہ شان ہوئی ختم حسینؑ ابن علیؑ پر — اب عشق کا سجدہ تہِ خنجر نہیں ہوتا
ہم گود کے بچوں کو بھی کر دیتے ہیں شامل — جب تکملۂ قوتِ لشکر نہیں ہوتا
اُس کو مجھے دل کہنے میں ہوتا ہے تردد — جس دل میں غمِ سبطِ پیمبرؐ نہیں ہوتا
اس کیف سے محروم ہیں محرومِ تولّا — آنکھوں میں چھلکتا ہوا کوثر نہیں ہوتا
آسان ہے قربانی و ایثار پہ تقریر — میدانِ عمل کچھ سرِ منبر نہیں ہوتا
اے نجم جبیں ہوتی ہے چوکھٹ پہ نجف کی — میں مدح کے عالم میں فلک پر نہیں ہوتا

○

اُسوۂ شبیرؑ

پاؤں عابدؑ کا نئی راہ کی تعمیر میں ہے / پاؤں وہ پاؤں جو الجھا ہوا زنجیر میں ہے
یہ نہ قرآں میں نہ قرآن کی تفسیر میں ہے / روح احساس و عمل اسوۂ شبیرؑ میں ہے
اللہ اللہ یہ اجمالِ جمالِ قدرت / وسعتِ کون ومکاں چادرِ تطہیر میں ہے
ہوتی ہے شام کے دربار میں بے وقت اذاں / وقت ڈوبا ہوا سجادؑ کی تقریر میں ہے
جس کی وحدت میں ہو قرآن کا سارا مفہوم / ایسا نقطہ بھی کوئی کثرتِ تحریر میں ہے
ایک ہی شان عمل ہے وہ حسنؑ ہوں کہ حسینؑ / صلح میں بھی ہے وہی کاٹ جو شمشیر میں ہے

کچھ خبر بھی ہے تجھے قوم بنانے والے
کتنا معصوم لہو قوم کی تعمیر میں ہے

○

قرآن وعترت

ایک ہی گھر چاہیے قرآن وعترت کے لیے / تنگ دل حق سے دعا کر دل کی وسعت کے لیے
گر نہ آتا حکمِ قرآنی مودت کے لیے / تشنگی ہی تشنگی تھی ذوقِ فطرت کے لیے
یہ نہ کعبہ کے لیے ہے اور نہ جنت کے لیے / ہے قصیدہ میرا بابِ علم وحکمت کے لیے
یہ ترا ذوقِ عبادت اے حسینؑ ابن علیؑ / زیر خنجر بھی جگہ کر لی عبادت کے لیے
اے زہے شانِ شہادت بیعتِ کارِ حسینؑ / پھر نہ آیا آج تک پیغام بیعت کے لیے
جرأت عباسؑ تک پہنچے گی کیا عقلِ بشر / اک نیا موقف بنایا ہے شہادت کے لیے

ایک ہی مقصد ہے خلقت کا علیؑ ہوں یا نبیؐ   کیا امامت کے لیے اور کیا رسالتؐ کے لیے
آدمی کو کیا ہے نسبت نورِ اہلبیتؑ سے   ہم سے عاصی ہیں فروغِ آدمیت کے لیے
دل پہ ظاہر ہوگئے کیا کیا علیؑ کے مرتبے   لفظ اب ملتے نہیں اسرارِ قدرت کے لیے
اے خدا شامل ہے میری التجاؤں میں درود   یہ ستارہ بھیجتا ہوں بامِ قدرت کے لیے
آج کل اُلٹا ہی ہوتا ہے دعاؤں کا اثر   اب دعا مانگا کریں گے طولِ غیبت کے لیے

نجمؔ میں ہوں شاعرِ بزمِ حسینؑ ابنِ علیؑ
میرا نغمہ ہے فقط سازِ حقیقت کے لیے

○

دَردِ دامنگیر

ہے علیؑ کی مِلک یہ قرآن بھی شمشیر بھی   حاملِ قولِ سلونی بھی ہے خیبر گیر بھی
دہر میں ہے دہریت بھی اسوۂ شبیرؑ بھی   زندگی تخریب بھی ہے زندگی تعمیر بھی
فتحمندی کو ہے لازم قوتِ شمشیر بھی   اور اک پیرایۂ آغاز ہے زنجیر بھی
جب سے قتلِ سبطِ پیغمبرؐ پہ تکبیریں کہیں   گھٹ گیا اس دن سے زورِ نعرۂ تکبیر بھی
عزمِ خالص چاہیے حُرؑ کے ارادہ کی قسم   بڑھ گیا آگے تو پیچھے ہٹ گئی تقدیر بھی
بے نیازِ رنجِ دنیا ہوں غمِ شبیرؑ میں   یہ دوائے درد بھی ہے دردِ دامنگیر بھی
دیکھ کر اہلِ زمیں پر مرحمت شبیرؑ کی   دم بخود ہے عرش سے آئی ہوئی شمشیر بھی
آیۂ تطہیر کیا اعلان تھا تطہیر کا   اِذن لے کر گھر میں اُتری آیۂ تطہیر بھی
ظلم اس پر بھی ہوا ہے حرملہ کے ہاتھ سے   ظلم کی فریادِ محشر میں کرے گا تیر بھی

○

فخرِ انساں

چھوڑ کر عترت کا دامن کیا مسلماں لے گئے
روحِ قرآں چھوڑ دی الفاظِ قرآں لے گئے

روزِ محشر چاک دامن ماہِ کنعاں لے گئے
ہم غمِ شبیرؑ میں چاک گریباں لے گئے

فاطمہؑ کے لال سر دے کر وہ ساماں لے گئے
عرش کی بالیدگی تک فخرِ انساں لے گئے

اس بھری دنیا میں جو تھا ان کے شایاں لے گئے
مرتضیٰؑ آئے رضائے پاکِ یزداں لے گئے

کانپ اٹھی دنیا جب اصغرؑ تحفۂ جاں لے گئے
اپنی شہ رگ کا لہو تا حدِ امکاں لے گئے

خشک و تر دونوں پہ قبضہ کرلیا عباسؑ نے
اپنے بازو دے کے یہ فخرِ نمایاں لے گئے

واقعاتِ کربلا شبیرؑ کے نقشِ قدم
حریت کی منزلوں تک ذہنِ انساں لے گئے

لے چلے اصغرؑ کو رکھ کر لاشِ اکبرؑ کی حسینؑ
ایک قرآں دے گئے اور ایک قرآں لے گئے

لب وہ راہوں میں تعب ہے اور نہ کانٹوں میں کھٹک
پائے عابدؑ کاوشِ خارِ مغیلاں لے گئے

آتے آتے رہ گیا عونؑ و محمدؑ کا شباب
چاندنی لوٹا کے دونوں ماہِ تاباں لے گئے

وہ جوانی کی اُمنگیں وہ جوانی کی بہار
موت کی تقریب میں شادی کا ساماں لے گئے

عمر بھر ان کو نہ بھولی اصغرؑ ناداں کی یاد
عمر بھر کی زندگی دو دن کے مہماں لے گئے

وسعتِ اخلاقِ اسلامی کا عالم کیا کہوں
ہاتھ خالی ہیں مسلماں نا مسلماں لے گئے

O

اُسوۂ انصار

پھر نہ پیدا ہوا شبیرؑ سا شبیرؑ کوئی — ایسی دیکھی نہیں ایثار کی تصویر کوئی
اُمتِ جد کی محبت میں یہ پابندی تھی — ورنہ عابدؑ کو پنھا سکتا تھا زنجیر کوئی
دل کئے جیسے حسینؑ ابن علیؑ نے تسخیر — ملک اس شان سے کرتا نہیں تسخیر کوئی
سن وہ چھ ماہ کا وہ پیاس وہ آغوشِ پدر — علی اصغرؑ سا نہ ہوگا ہدفِ تیر کوئی
آج تک جس کا ہے تیرہ سو برس سے ماتم — یوں نہ دنیا میں ہوا کشتۂ شمشیر کوئی
دامنِ آلِ نبیؐ ہاتھ سے چھوٹے کیونکر — اس سے بہتر نہیں قرآن کی تفسیر کوئی
مرحبا اسوۂ انصارِ حسینؑ ابن علیؑ — ان کی تصویر سے ملتی نہیں تصویر کوئی
خونِ شبیرؑ کا اسلام کی بنیاد میں ہے — ایسی محکم نظر آئے گی نہ تعمیر کوئی
شامِ عاشور بڑھی اور بھی الجھن دل کی — نوکِ نیزہ پہ تھی کیا زلف گرہ گیر کوئی
خاک ہوجائے نہ جاکر درِ شبیرؑ پہ خود — لے کے کیوں آتا ہے خاکِ درِ شبیرؑ کوئی
دردِ دل دیدۂ گریاں سے ہو محروم اگر — دیکھ جائے غمِ شبیرؑ کی تاثیر کوئی
نجم شاعر ہے حسینؑ ابن علیؑ کے دَر کا — اور دنیا میں نہ منصب ہے نہ جاگیر کوئی

○

سرمایۂ شرافت

تنہا کھڑے ہیں در شہِؑ مرداں لیے ہوئے — لشکر فقط ہے دیدۂ حیراں لیے ہوئے
سینوں میں دل لیے ہیں کہ قرآں لیے ہوئے — سر پر ہیں سب حسینؑ کا احساں لیے ہوئے

اے کم نگاہ تجھ کو حقیقت کی کیا خبر
دامانِ اشکِ غم میں ہوں طوفاں لیے ہوئے

قرآن جس میں اترا ہے وہ گھر نہ ڈھونڈ لیں
تفسیر ڈھونڈتے ہیں جو قرآں لیے ہوئے

پیشِ حسینؑ حشر میں پہنچا کھڑا ہوں میں
ہاتھوں پہ نذرِ دیدۂ گریاں لیے ہوئے

سینہ پہ زخمِ ماتمِ شبیرؑ دیکھ کر
اٹھے حریفِ دردِ نمکداں لیے ہوئے

ہم شان ہے علیؑ کا مشابہ نبیؐ سے ہے
نیزہ پہ کس کا سر ہیں مسلماں لیے ہوئے

اترا تھا کربلا میں بہترؑ کا قافلہ
سرمایۂ شرافتِ انسان لیے ہوئے

معراجِ عرش و فرش ہے صحرائے کربلا
سجدہ ہے کس کا نذرِ دل و جاں لیے ہوئے

انسانیت کی روح ہے جسمِ حسینؑ میں
روحانیت ہے پیکرِ انساں لیے ہوئے

سجدے سے سر اٹھاتے ہی نورِ محمدیؐ
دامن میں تھا خزینۂ امکاں لیے ہوئے

کب تک ضعیف قوم رہیں گے جوان قوم
دل میں ولائے اکبرؑ ذیشاں لیے ہوئے

شبیرؑ خدا کا شیر ہے تنہا فرات پر
مشک و نشان و ساحلِ میداں لیے ہوئے

کب دیکھیے طلب ہو دیارِ حسینؑ سے
بیٹھے ہیں نجمؔ نذرِ دل و جاں لیے ہوئے

علیؑ کا شباب

سبق حسینؑ کی محنت سے لو خدا کے لیے
لہو بہایا تھا کیا ارضِ کربلا کے لیے

علیؑ پرست کہو یا خدا پرست مجھے
پکارتا ہوں علیؑ کو مگر خدا کے لیے

شباب اور علیؑ کا شباب کیا کہنا
خدا نے چھانٹ لیا جس کو لا فتیٰ کے لیے

نظر میں اس کی یہ لذاتِ دنیوی کیا ہیں
وہ روزہ دار مزے جس نے ہل اتیٰ کے لیے

کمی ستم کی کہیں بہر اہلِ بیتؑ نہ تھی ‎ ‎ حسنؑ نے لطف مدینے میں کربلا کے لیے
حسینؑ کو جو ملے حق سے باپ ماں بھائی ‎ ‎ نہ مصطفیٰؐ کے لیے تھے نہ مرتضیٰؑ کے لیے
کسی کا سر بھی نہ پہنچا زہے عروجِ کمال ‎ ‎ علیؑ کے پاؤں بھی تھے دوشِ مصطفیٰؐ کے لیے
جہادِ نفس میں سجادؑ کو یہ فکر کہاں ‎ ‎ بچھے ہیں راہ میں کانٹے برہنہ پا کے لیے
ملے نہ ہوں گے علیؑ کو وہ ماں کی گود میں بھی ‎ ‎ مزے جو نیند کے بستر پہ مصطفیٰؐ کے لیے

جناب نجم یہ عزلت گزینیاں کب تک
یہ بے نیاز روش چھوڑیے خدا کے لیے

○

غمِ لازوال

خیبر کے سامنے اسدِ ذوالجلال ہے ‎ ‎ چہرہ اتر گیا ہے یہ دنیا کا حال ہے
اب ماتمِ حسینؑ کا تھمنا محال ہے ‎ ‎ او ناشناسِ درد یہ غمِ لازوال ہے
ملتی نہیں جہان میں علیؑ کی مثال بھی ‎ ‎ ہم نے تو یہ سنا تھا خدا بے مثال ہے
اصغرؑ کی تشنگی پہ سکینہؑ کی پیاس پر ‎ ‎ صحرا کی نبض سست ہے دریا نڈھال ہے
حاشا میں ہمنوائے نصیری نہیں مگر ‎ ‎ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں ذرا حسبِ حال ہے
پھر حشر ہے جو ذوقِ عمل ہو گیا کہیں ‎ ‎ اب تک غمِ حسینؑ بحد خیال ہے
حُبِ علیؑ بھی ساتھ ہے اے بندۂ خدا ‎ ‎ میداں یہ حشر کا ہے بڑی دیکھ بھال ہے
اصغر کے واسطے جو ہوا ہے سوالِ آب ‎ ‎ یہ غیرتِ عراق و عرب کا سوال ہے
بہرِ نجات نجم کہوں کیوں حسینؑ سے ‎ ‎ شاعر ہوں اہلِ بیتؑ کا صورت سوال ہے

○

جادۂ دشوار

اسلام اے حسینؑ ہے غمخوار آپ کا — کلمہ ہے ہر زبان پہ سرکار آپ کا
دنیائے حریت میں خود اپنی مثال ہے — یہ بیعتِ یزید سے انکار آپ کا
آتے ہوئے شباب کو شاید خبر نہ تھی — سینہ پہ برچھی کھائے گا دلدار آپ کا
دو دن کی پیاس میں بھی تھے چہرے کھلے ہوئے — لہرا رہا تھا دھوپ میں گلزار آپ کا
جلتی ہوئی وہ ریت وہ سجدے وہ تشنگی — وہ نینوا کی خاک پہ رخسار آپ کا
شکرِ خدا زبان پہ یادِ خدا میں دل — تیغوں کی چھاؤں پیکرِ خونبار آپ کا
سجادہ کس کے خون سے رنگیں ہے اس طرح — برحق ہے نام سیّدِ ابرار آپ کا
دنیا پہ کی نگاہ جو عشرے کی شام نے — نکلا ہر اک غلام وفا دار آپ کا
آنکھوں میں اشک سینوں میں دل بے قرار ہیں — جس دن سے کربلا میں ہے دربار آپ کا
مظلومیت ہے نازشِ ملت بنی ہوئی — ایک ایک باخبر ہے پرستار آپ کا
کل قید میں تھے آپ کے اہلِ حرم تمام — ہر اہلِ دل ہے آج گرفتار آپ کا
آج اس پہ گامزن ہیں ہزاروں دماغ و دل — رستہ بتا گیا ہے جو بیمار آپ کا
عیدین میں زباں پہ زیارت ہے آپ کی — لپٹا ہوا ہے سینوں سے ایثار آپ کا
تیرہ سو سال ہوگئے اللہ رے وفا — اب تک علم لیے ہے علمدار آپ کا
سر کو قدم بنا کے بھی ملت نہ بڑھ سکی — طے ہوسکا نہ جادۂ دشوار آپ کا

اب جلد آستانے پہ اپنے بلائیے
کب تک جئے یہ مجرم گنہگار آپ کا

○

سلام

اے امامِ عصرِ حاضر تجھ پہ ملت کا سلام
بادشاہِ وقت افسردہ رعیت کا سلام

درد کے طوفاں کا فریادی سفینوں کا سلام
چارہ گر ٹوٹے دلوں کے آبگینوں کا سلام

سیکڑوں جُرمِ محبت کے شہیدوں کا سلام
آرزوے انتقامِ دیدۂ غم کا سلام

وارثِ شبیرؑ کو شبیرؑ کے غم کا سلام
آرزوے انتقامِ دیدۂ نم کا سلام

خون رلوایا ہے جس نے اس زمانے کا سلام
جس میں زینبؑ قید تھیں اس قید خانے کا سلام

تجھ پہ تیرہ سو برس کے دردِ پنہاں کا سلام
کر دیا دو جس کو اس ترتیبِ قرآں کا سلام

آج تک بدنام ہے جو اس خلافت کا سلام
مسخ کر دی جس کی صورت اس شریعت کا سلام

اس کی قسمت جو بشر تیرا زمانہ پائے گا
ہم غریبوں کی لحد تک بھی یہ مژدہ آئے گا

○

سلام

صاحبِ طورِ تجلّی کوہساروں کا سلام
باغبانِ حکمت و قدرت بہاروں کا سلام

اہلِ دل کی گرم سانسوں سرد آہوں کا سلام
اے بلندی کے نشاں نیچی نگاہوں کا سلام

کاروانِ دل کے رہبر دل کے داغوں کا سلام
آفتابِ حسن داغوں کے چراغوں کا سلام

بے لبوں کا بیکسوں کا خستہ حالوں کا سلام
تیری خاطر جینے والوں مرنے والوں کا سلام

سر بسجدہ آسمانوں کا زمینوں کا سلام
شکر کی منزل کا سجدوں کا جبینوں کا سلام

میکدہ تیرا سلامت سرفروشوں کا سلام تیرے کوثر کے غدیری بادہ نوشوں کا سلام
اک توجہ اک نظر کے تشنہ کاموں کا سلام
رفعتِ کونین کے مالک غلاموں کا سلام

○

سلام

بارہا اٹھے فتنے بارہا سنبھالا ہے کیا حسینؑ کے ہوتے دین مٹنے والا ہے
حیدری نشاں جس نے دوش پر سنبھالا ہے کیا بلند منزل ہے کیا بلند بالا ہے
ہے یزید کاری بھی اسوۂ حسینؑ بھی زندگی اندھیرا ہے زندگی اجالا ہے
جی کے مرنے والوں کو اس بشر سے کیا نسبت جو حسینؑ کے غم میں مر کے جینے والا ہے
موت کی حقیقت کیا جو حسینؑ تک آتی موت کے گریباں میں خود ہی ہاتھ ڈالا ہے
چھاگئی ہے یوں ہیبت بازوئے حسینؑ کی جیسے آج دریا کا رخ بدلنے والا ہے
جب حسینؑ آئے ہیں منزلِ شہادت میں کلمۂ شہادت کا جب سے بول بالا ہے
دل سے لو نکلتی ہے جب حسینؑ کہتا ہوں کام کا تو کیا کہنا نام سے اجالا ہے
کربلا نوازوں کی موت زیست کیا کہنا کوئی جینے والا ہے اب نہ مرنے والا ہے
آج دن ہے عشرہ کا خونِ آدمی کیسا آج آدمیت کا خون ہونے والا ہے
اس فضا میں بھی پیاسے رہ گئے علیؑ اصغرؑ کوفیوں کے لشکر میں حُر کا بھی رسالا ہے
نجمؔ ہو اگر نسبت اسوۂ حسینؑ سے
ایک شعر مدحت میں خلد کا قبالا ہے

○

سلام

فرماتے تھے شہؑ روکے نہ کوئی آتا ہے اگر حرؑ آنے دو
اک درسِ عمل ہو جائے گا یہ رازِ خدا کھل جانے دو

فرماتے ہیں بھائی سے سرورؑ غصہ نہ کرو تم جانے دو
اٹھواتے ہیں خیمے دریا سے خیران کی خوشی اٹھوانے دو

عباسؑ سے شہؑ نے فرمایا ان کو نہ بس اب شرمانے دو
گل شمع کرو تم جلدی سے جاتے ہیں جواں تو جانے دو

جو تیر اُدھر سے آتا ہے لیتے ہیں یہ اپنے سینہ پر
ہیں جون وو ہب شہؑ کے آگے وہ شمع ہیں یہ پروانے دو

زینبؑ نے کہا عباسؑ سے یہ بچے ہیں نہ ان کی بات سنو
میدان میں تم جاؤ بھائی اب مجھ کو انہیں سمجھانے دو

زہراؑ نے کہا کیا فکر ہے اب کافی ہے مجھے بس حشر کے دن
بخشائش امت کی خاطر عباسؑ علی کے شانے دو

بانوؑ نے کہا یہ اکبرؑ سے ہاں شوق سے جاؤ میداں میں
بالوں میں تو میں شانہ کرلوں زلفوں کو مجھے سلجھانے دو

○

سلام

غمِ شبیرؑ ہدایت کا نشاں آج بھی ہے
مجھ سا نا فہم فقط نالہ کناں آج بھی ہے

آج شبیرؑ نہیں ہم نے یہ مانا لیکن
اس کا غم ہے جو ہمارا نگراں آج بھی ہے

کربلا دے مجھے معیارِ عمل کی توفیق
کل جو تھا بس وہی موضوعِ فغاں آج بھی ہے

سامنے وہ نہ سہی حسنِ عمل ہے اس کا
غمِ شبیرؑ میں دل مرثیہ خواں آج بھی ہے

منتیں بھی ہیں مرادیں بھی عزاداری میں
اپنی تسکین کا احساسِ گراں آج بھی ہے

○

سلام

محمدؐ عربی کا جواب ہو نہ سکا　　کوئی رسولِ رسالتمآبؐ ہو نہ سکا
حسینیتؑ سے جہاں انتساب ہو نہ سکا　　شعورِ درد کبھی کامیاب ہو نہ سکا
زہے شہادتِ عباسؑ و اکبرؑ و قاسمؑ　　پھر ایسا مصرفِ عہدِ شباب ہو نہ سکا
یہ اتحادِ عمل تھا کہ مرتضیٰؑ کے سوا　　کسی کا نفسِ پیمبرؐ خطاب ہو نہ سکا
سخن طرازیِ مداحِ اہلِ بیتؑ نہ پوچھ　　زبانیں قطع ہوئی سدِ باب ہو نہ سکا
علیؑ نے خاک نشینوں کی آبرو رکھ لی　　کوئی خدا کا ولی بوترابؑ ہو نہ سکا
مرا ترانۂ مدحت گیا درود گیا　　خیالِ غیر جہاں بار یاب ہو نہ سکا
ملی نہ اسوۂ شبیرؑ سے مدد جب تک　　یزیدِ وقت کوئی بے نقاب ہو نہ سکا
ازل میں پی کے جو اٹھا تو پھر غدیر میں پی　　مری طرح کوئی مستِ شراب ہو نہ سکا

غریب سارا جہاں ہے امیر صرف علیؑ
ستم ہے ان سے اگر انتساب ہو نہ سکا

O

سلام

وہیں تک رونقِ دینِ خدا ہے　　جہاں تک اعتبارِ کربلا ہے
پیمبرؐ سے بھی جو ناآشنا ہے　　حسینؑ ابنِ علی کو جانتا ہے
بہت ہیں ایسے اہلِ دل جنھوں نے　　محبت میں تقیہ کرلیا ہے

جو ماتم کی دھمک سے بھی نہ چونکا — وہ خواب مرگ میں سویا ہوا ہے
امامت ہے بہرصورت رسالت — مگر ہاں نام کچھ بدلا ہوا ہے
پئے جاتا ہوں صہبائے مودت — شعور مدح ساغر بن گیا ہے
بنایا ہے غمِ شبیرؑ نے دل — نہ سمجھو میرا دل ٹوٹا ہوا ہے
دلوں کی روشنی میں شامِ عاشور — چراغ خیمۂ شہؑ بجھ گیا ہے
نظر ڈالے ذرا پستی پہ اپنی — وہ ملت جس کو نازِ کربلا ہے
قدم ساحل کے موجیں چومتی ہیں — لبِ ساحل علم لہرا رہا ہے
دھڑکتے ہیں فضائے کربلا میں — وہ دل جن کو زمانہ ڈھونڈتا ہے
علیؑ اصغر کی منزل کچھ نہ پوچھو — یہ تربت کربلا در کربلا ہے
یہاں کیجیے نہ سجدوں کی نمائش — حسینیؑ آستاں دل مانگتا ہے
انا کا ہوش ہے نشہ کی توہین — علیؑ کے نام کا پیالہ پیا ہے
خبر بھی ہے تجھ ہمنام عباسؑ — کہ ساتھ اس نام کے شرط وفا ہے

اجل جب چاہے منہ پر مُہر کردے
علیؑ کا نام دل پر لکھ گیا ہے

○

سلام

راکبِ دوشِ نبیؐ ہے ذات والائے حسینؑ — کس بلندی سے اتر کر زیرِ تیغ آئے حسینؑ
کربلا کے معرکے کی حد کسے معلوم تھی — وقت پر اصغرؑ کو جھولے سے اٹھا لائے حسینؑ
ساری دنیا آج ہے شخصی حکومت کے خلاف — پھر کہاں اس کا ٹھکانہ جس کو ٹھکرائے حسینؑ

اس کے دستورالعمل میں تھی حیات اسلام کی
ورنہ تھیں سو طاقتیں زیرِ کفِ پائے حسینؑ

حق پرستی خود شناسی ہمت و عزم و عمل
مل کے ان اجزاء سے بنتی ہے تولائے حسینؑ

حوصلہ اپنا بڑھایا ان کے ذکرِ افکار سے
وقت نازک آپڑا جب سب کو یاد آئے حسینؑ

کتنے درد و غم تھے شامل اک غمِ اسلام میں
عارفانِ غم سے پوچھو رازِ غم ہائے حسینؑ

روئے زیبائے پیمبرؐ رونقِ کون و مکاں
رونقِ دوشِ پیمبرؐ روئے زیبائے حسینؑ

دشتِ غربت تشنگی قربانیوں کا سلسلہ
کن اداؤں میں ہوئی تکمیل منشائے حسینؑ

اپنے حق کی سعی کو مظلوم انساں چل پڑے
شمع روشن بن گئے نقشِ کفِ پائے حسینؑ

نام کا کہنا ہی کیا ہے کام بھی اچھے رہیں
آدمی سمجھے اگر مفہوم و معنائے حسینؑ

کیا ضرورت آپڑی دنیا کو تیرے خون کی
فاطمہؑ کے لاڈلے زینبؑ کے ماں جائے حسینؑ

پہلے ہی قبضہ دلوں پر تھا شہادت جب ملی
درد بن کر روحِ انسانی میں در آئے حسینؑ

راہ گم ہی کر چکا تھا کارواں اسلام کا
مل گئے تقدیر سے نقشِ کفِ پائے حسینؑ

بن گئی انسان کا معبد زمینِ کربلا
تجمؔ جب عزم و عمل کی زندگی لائے حسینؑ

○

سلام

کوئی واقف نہ تھا اس لذتِ تاثیر سے پہلے
بہت غم زندگی میں تھے غمِ شبیرؑ سے پہلے

نہ آیا یوں کوئی میداں میں خیبر گیر سے پہلے
زمیں تھرا رہی تھی مصرفِ شمشیر سے پہلے

نبیؐ نے روزِ خندق یاد دلوایا خطاب ان کا
علیؑ ایمانِ کل تھے دین کی تعمیر سے پہلے

بنایا فاعلِ مختار پھر مومن کو قدرت نے
جکڑ کر حبِ اہلِ بیتؑ کی زنجیر سے پہلے

یہ نعرے یا رسول اللہ کے جب کام آئیں گے
تعارف ہو رسول اللہ کی تصویر سے پہلے

ضرورت ہے مصلے کی فضا میں قوتِ دل کی
مسلماں یا علیؑ کہہ نعرۂ تکبیر سے پہلے

محمدؐ اور علیؑ دونوں تھے شاملِ نورِ واحد میں
یہی کونین تھے کونین کی تعمیر سے پہلے

منافق کس قدر تھے صدر میں اسلام کے یارب
رواں قرآن کی تفسیر میں تفسیر سے پہلے

خلوصِ عزم و اخلاصِ عمل تھا فرض ملت کا
ہوئی اغراض کی تعمیر اس تعمیر سے پہلے

کلام اللہ کی تفسیر ہے ہر فردِ عترت کا
نظر کر ان کی سیرت پر ذرا تفسیر سے پہلے

سفر میں کربلا کے گردشِ تقدیر کیا کرتی
میں آگے بڑھ چکا تھا گردشِ تقدیر سے پہلے

عطا کی میرزائی تجمّل کو پھر مدح کی نعمت
کیا ممتاز قدرت نے زبانِ میرؔ سے پہلے

○

سلام

نہیں یہ شان کسی درد کے فسانے کی
غمِ حسینؑ میں قدرت ہے دل بنانے کی

خبر ہے شام کو اہلِ حرم کے آنے کی
زمیں سحر سے لرزتی ہے قید خانے کی

بجز حسینؑ ضرورت کسے ہوئی محسوس
شعورِ جذبۂ انسانیت جگانے کی

سرِ حسینؑ نے تبلیغ کی ہے نیزے سے
خصوصیت ہے یہ اسلام کے فسانے کی

ہوئی کسی کو نہ ہمت سوائے اصغرؑ کے
گلے پہ تیرِ ستم کھا کے مسکرانے کی

حسینؑ فکرِ شہادت میں خود ہی تھے ورنہ
کسے مجال تھی تیغِ ستم اٹھانے کی

○

سلام

نامِ اکبرؑ اختصارِ نعرۂ تکبیر ہے — اختصار ایسا کہ وسعت جس کی عالم گیر ہے
پیکرِ نازک خدا کے نور کی تعمیر ہے — کیا خبر اس روپ میں قرآن ہے تفسیر ہے
کس کی آغوشِ مطہر میں ہیں اکبرؑ دیکھنا — وہ ہے کس کا ہاتھ جو یوسف کا دامن گیر ہے
سر بسر تنویر کہنا ہے خلافِ معرفت — شاعر نافہم وہ صورت گرِ تنویر ہے
اب وہ اکبرؑ ہوں کہ اصغرؑ منزل ایثار میں — مختلف پہلو ہیں لیکن ایک ہی تصویر ہے

پھر یہودی قصرِ گمنامی سے ابھرے ہیں مگر
دینِ اسلام خدا محرومِ خیبر گیر ہے

○

سلام

غم شہید کربلا کا جاوداں ہوکر رہا — کارواں در کارواں در کارواں ہو کر رہا
شام کی ظلمت نے روکا صبح تک حر کو مگر — وہ حسینؑ قافلہ کا ہم عناں ہوکر رہا
اے زہے شوق شہادت کمسنی کیا روکتی — جذبۂ قلبِ علیؑ اصغر جواں ہوکر رہا
صبرِ عابدؑ نے کیے محکم اصول اسلام کے — ناتواں صورتِ گر تاب و تواں ہوکر رہا
عرش کی پرواز میں ہوں ہم صفیرِ جبرئیل — میں بھی اک پروانۂ آتش بجاں ہوکر رہا
ہم علیؑ والوں نے پرواہی زمانے کی نہ کی — مہرباں ہوکر رہا نامہرباں ہوکر رہا
ہم سے پوچھو کیا ہوا حال عدوئے اہل بیتؑ — جل کے مرنا بھی نہیں آیا دھواں ہوکر رہا

منزل عزو شرف میں جذبۂ عشقِ علیؑ
ہم صلواۃ وہم صیام وہم اذاں ہوکر رہا
اک زمانہ تھا مخالف جس کا وہ ذکرِ حسینؑ
جان جاں ہوکر رہا جانِ جہاں ہوکر رہا
وہ علم جس کو جگہ دی دوش پر عباسؑ نے
عظمتِ اسلام کا نام و نشاں ہوکر رہا

نجم شاعر ہے علیؑ کا سب سے کمتر ہی سہی
نکتہ داں ہو کر سدھارا نکتہ داں ہوکر رہا

○

سلام

سینوں میں دل دہل گئے نیزہ پہ سر دیکھ کر
فاطمہؑ کے چاند کو خون میں تر دیکھ کر
آگئی آخر سحر قتل کی شبیرؑ کے
چیخ اٹھی عشرے کی شب روئے سحر دیکھ کر
آیا جو دربار میں اصغرؑ مہ رو کا سر
سنتے ہیں تھرا گئے بانیٔ شر دیکھ کر

لاشۂ اکبرؑ پہ جب سیّد والا گئے
صبر کیا کس طرح زخم جگر دیکھ کر

○

سلام

دو اشک نہ ٹپکے جب آنکھوں کا بھرم کیا ہے — اٹھا جو نہ ماتم کو اس ہاتھ میں دم کیا ہے
والعصر ہے قرآں میں یہ قول و قسم کیا ہے — اس رخ سے ذرا دیکھو شبیرؑ کا غم کیا ہے
نعمت غمِ سرورؑ کی دل میں مرے کم کیا ہے — غم لاکھوں ہوں دنیا کے گنجائشِ غم کیا ہے
میں آپ سے باہر ہوں نشہ ہے یہ مدحت کا — کیوں تیرا ارادہ اب رفتارِ قلم کیا ہے
سینہ میں امانت رکھ شبیرؑ کا غم اے دل — پرسش نہ ہو محشر میں سرمایۂ غم کیا ہے
کس درجہ ہے بیگانہ مولاؑ کے تقرب سے — سمجھا ہی نہیں واعظ مفہومِ ارم کیا ہے
صدیوں کے برابر تھی عاشور کی اک ساعت — اس دن کے مقابل میں تاریخ امم کیا ہے
عباس کی مٹھی میں ہے قوم کا مستقبل — اسلام کی عزت ہے کاندھے پہ علم کیا ہے
وہ ضبط اسیروں کا میداں کا وہ سناٹا — یہ شام غریباں کا خاموش ستم کیا ہے
بخشے تو گئے ہوں گے کچھ ہم سے خراباتی — تاریخ مودت کی اے لوح و قلم کیا ہے
خاموش جو سنتے ہیں عترت کے مصائب کو — ان سے یہ کوئی پوچھے تائیدِ ستم کیا ہے
مدحت کی جوانی ہے پیری ہی سہی میری — احباب نہ یہ سمجھیں اب تجمؔ میں دم کیا ہے

○

سلام

جب چھین لی عباسؑ نے اعدا سے ترائی — اسلام کی کشتی اب ساحل نظر آئی
جس شعر میں شان اس کے تصور کی در آئی — عباسؑ کی تصویر سے تصویر اتر آئی
بھر آئی ہوئی آنکھ سے مطلب نہیں اے دوست — ورنہ غمِ شبیرؑ میں ہر آنکھ بھر آئی

نافہم نصیری کی ادا بھا گئی دل کو — میں سوچ رہا ہوں کہ یہ دولت کدھر آئی

اب ہم میں نہیں جذبۂ انصارِ حسینؑ — اپنی تھی جو منزل ہوئی جاتی ہے پرائی

مدحت مرا موضوع ہے لے میری تولا — مقبول شریعت ہے مری نغمہ سرائی

شبیرؑ سے صابر نے بھی تلوار اٹھائی — اب صبر کہاں بات جب اسلام پر آئی

اسلام کی تاریخ ہے عاشورِ محرم — پھر ایسی نہ شب آئی نہ ایسی سحر آئی

حُر چونک اٹھا لہجۂ محبوبِ خدا پر — اکبرؑ کی اذاں لشکرِ دشمن میں در آئی

سجدے میں اترتی رہیں جن کے لیے آیات — میدان میں جب آگئے تلوار اتر آئی

دنیا میں بتانے غمِ شبیرؑ کو اپنا — اپنا جسے سمجھا ہے یہ دنیا ہے پرائی

عباسؑ نے انگڑائی جو لی جوشِ وغا میں
تاریخ محبت لبِ دریا ابھر آئی

○

سلام

اسی کے گھر میں رسالت بھی ہے امامت بھی — یہ اعتبارِ خدائے بزرگ و برتر ہے

نبیؐ کی طرح وہ سمجھا ہے عظمتِ زہراؑ — شریکِ قسمتِ زہراؑ جو شیرِ داور ہے

اسی کے گھر سے ہوا صبر و ضبط کا آغاز — یہ صبر کشتیِ دینِ خدا کا لنگر ہے

گلا حفاظتِ زنجیرِ سیم و زر میں نہیں — غلام ہم بھی ہیں اس کے یہ فضلِ داور ہے

دیا ہے ہم نے مودت لقب زراہِ ادب — ہماری زیست محبت کی زندگی پر ہے

ہم اہلِ بیت کے ہیں ایسے ماننے والے — کہ جن میں میثمِ تمار سا دلاور ہے

ہے اس کے در پہ کہاں عام خادموں کی جگہ — جہاں بلال ہے سلمان ہے ابو ذر ہے

مباہلہ کی فضا بھی ہے دیدنی اے دوست — اس ایک لفظ میں اس کی ثنا کا دفتر ہے
شریک وہ بھی ہے ملت کی رہنمائی میں — محلِ فخر یہ اسلام کا مقدر ہے
خدا کے اذن سے حاضر ہوئے ہیں روح امیں — قیام پھر بھی ہے اذن اس کے در پہ ہے
بڑے بڑوں کو ہے فکرِ غلامی قنبر — سنا ہے جب سے غلام اس کے گھر کا قنبر ہے
غلط مثال سے ڈر ہے زباں نہ جل جائے — کہوں یہ کیسے وہ تقدیر کا سکندر ہے

قلم کے بدلے اٹھالیں گے وقت پر تلوار
مجھے یقیں ہے یہی عزم ہر سخنور ہے

○

سلام

شبیرؑ کے قبضے میں حیاتِ ابدی ہے — ملت کے لیے موت کی تکلیف سہی ہے
کیا مقتلِ سرور کی فضا چیخ اٹھی ہے — اک آہ ابھی شامِ غریباں نے سنی ہے
تیرہ سو برس میں ہوئے کیا کیا نہ تغیر — کہہ دے کوئی شبیرؑ کے ماتم میں کمی ہے
قصدِ حرم اور ترک گزرگاہ مودّت — اے رہرو کج فہم یہ بے راہ روی ہے
دوگام چلے تو کوئی عباسؑ کے مانند — کاندھے پہ بھری مشک ہے اور تشنہ لبی ہے
شبیر کے خطبہ سے ہے لرزاں شبِ عاشور — مجرم کی طرح شمع کی لو کانپ رہی ہے
اقوال حسینیؑ ہیں عمل غیر حسینیؑ — یہ دین کے الفاظ میں دنیا طلبی ہے
آغوش میں شبیرؑ لیے آتے ہیں کس کو — کیا جنگ کے میدان میں اصغرؑ کی کمی ہے
شبیر نے سر دے کے بچایا ہے جو اسلام — دشمن کے لیے بھی یہ قیامت کی گھڑی ہے
یہ حریتِ فکر یہ بیداریٔ اقوام — اک کوشش تقلید حسینؑ ابن علیؑ ہے

زنجیر کی جھنکار ہو یا دعوتِ شمشیر
جو کچھ ہے اسی سلسلۂ حق کی کڑی ہے

یہ صبر یہ احساس یہ ہمت یہ شجاعت
شبیر کا اک جلوۂ آیاتِ جلی ہے

بندہ میں اور آقا میں مساوات کی تحریک
یہ جون کے اعزاز کی اک جلوہ گری ہے

اس ملک میں اٹھے ہیں نشان نصرتِ حق کے
عباس کے پرچم کی جہاں چھوٹ پڑی ہے

کیا حق کی طرف موڑ دیا ذوقِ عمل کو
جذبات کی رو بدلی ہے انسان وہی ہے

اس طرح بدل دیتے ہیں دنیا کو مجاہد
کل تک جو بغاوت تھی وہ اب حق طلبی ہے

شبیر کی انگشت شہادت کے سہارے
آزادی کے سورج کی کرن پھوٹ رہی ہے

اردو میں ہے اے نجم مری نغمہ سرائی
نغمہ عجمی اور نہ لہجہ عربی ہے

O

سلام

دیکھ کر غمگیں تبسم عابدؑ بیمار کا
منہ اتر جائے گا زنداں کے در و دیوار کا

عبدیت کے رخ سے جب پردہ اٹھا اسرار کا
ایک بھی سجدہ نہ تھا شبیرؑ کے معیار کا

بے شمار آنسو امانت ہیں غمِ شبیرؑ کے
کیوں نہ ہوں ممنون دل کے زخم دامن دار کا

دیکھ کر مولا علیؑ کی شخصیت کو بے مثال
مسئلہ حل ہوگیا توحید کے اقرار کا

مرضیٔ شبیرؑ کی حد پر قیامت رک گئی
ورنہ حملہ تھا قیامت ثانیِ کرارؑ کا

O

سلام

اس شان کا رہبر بخدا ہو نہیں سکتا ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ شبیرؑ کا نقشِ کفِ پا ہو نہیں سکتا
دہرائی نہ جائے گی یہ تاریخ محبت ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ عباسؑ سا اب اہلِ وفا ہو نہیں سکتا
تم نام علیؑ لے کے اٹھو پھر نہ کہو گے ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ نالہ کوئی تا عرش رسا ہو نہیں سکتا
شاہوں کا بھی مشکل ہے گزر بابِ نجف تک ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ہر شاہ بھی اس در کا گدا ہو نہیں سکتا
دنیا پہ وہ احسانِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ بک جائیں دو عالم تو صلا ہو نہیں سکتا
ایمان کا جذبہ دلِ مسلم میں ہے لیکن ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ بے حبِ علیؑ نشو و نما ہو نہیں سکتا
مولاؑ کی مودت کو نہ سمجھے جو عبادت ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ بندہ وہ خدا کا بخدا ہو نہیں سکتا
جھکتے ہیں سرِ عرش نشاں در پہ علیؑ کے ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ کم ظرف یہاں ناصیہ سا ہو نہیں سکتا
حق یہ ہے کہ شبیرؑ کے ہاتھوں پہ بھی کچھ اور ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ اصغرؑ کے ارادے کے سوا ہو نہیں سکتا

اے تجمؔ سوال آئے اگر لطف و کرم کا
مولاؑ کی زباں پر کبھی لا ہو نہیں سکتا

O

سلام

قیامت ہے جو بیگانہ رہے آلِ پیمبرؐ سے
یہی بندے تو واقف ہیں مزاجِ بندہ پرور سے

شرف پایا اسی نے دفن کرنے کا پیمبرؐ کے
جو واقف تھا مقامِ امتزاجِ روح و پیکر سے

ہمیں اللہ کے بندوں سے بس اتنا ہی کہنا ہے
نبیؐ لائے تھے اپنا جانشیں اللہ کے گھر سے

نبیؐ کا نور آئینہ ہے اسرارِ الٰہی کا
وہ آئینہ کہ جس نے کی ہیں باتیں آئینہ گر سے

نشانی فاتحِ اعظم کی جا کر پوچھ لے کوئی
احد سے بدر سے صفین سے خندق سے خیبر سے

نظر آئی علیؑ اصغرؑ میں نفسِ اللہ کی قدرت
خراجِ اشک آیا جب ستم گاروں کے لشکر سے

○

سلام

عشرہ کی صبح نعرۂ تکبیرِ اکبری
تھرا گئے فضا میں قدم آفتاب کے

کیا منتخب جری تھے شہِؑ کربلا کے ساتھ
قائل تو ہم بھی ہیں مگر اس انتخاب کے

ذکرِ حسینؑ مظہرِ اُم الکتاب ہے
یہ لاڈلے ہیں صاحبِ اُم الکتاب کے

کٹتے رہے ہیں ہاتھ بدلتے رہے ہیں دور
دم بھر رکے نہ جام ولا کے شراب کے

کیا کم ہے درد و غم شبِ عاشور کا ہمیں
ہم اور لطف اٹھائیں شبِ ماہتاب کے

اب لائیں گے نہ بحث میں ہم کربلا کی جنگ
کب تک چلیں گے دور سوال و جواب کے

○

سلام

کیا سخت واردات تھی خنجر گلے پہ تھا
ہونٹوں پہ حق کی بات تھی خنجر گلے پہ تھا

پھیلا رہا تھا نور صداقت جہان میں
تنظیم شش جہات تھی خنجر گلے پہ تھا

دولھا بھی ایک لمحہ کا مہماں تھا شام تک
سوئی ہوئی برات تھی خنجر گلے پہ تھا

اک آن میں فضائے دوعالم بدل گئی
اک سانس کی حیات تھی خنجر گلے پہ تھا

اندھیر ہو رہا تھا جہان خراب میں
کیا جانے دن تھا رات تھی خنجر گلے پہ تھا

سجدہ میں سر لبوں پہ دعائیں نظر میں شکر
دل میں خدا کی ذات تھی خنجر گلے پہ تھا

اصغر کا داغ رخصت آخر نمازِ عصر
تکمیل واقعات تھی خنجر گلے پہ تھا

روحِ حسینؑ بارگاہ بے نیاز میں
ممنون التفات تھی خنجر گلے پہ تھا

یوں کوئی نہر پر نہ ہوا ذبح تشنہ لب
دو گام پر فرات تھی خنجر گلے پہ تھا

دیکھا ہو بھائی کو جو تڑپتے تو کیا عجب
زینبؑ پسِ قنات تھی خنجر گلے پہ تھا

کس وقت ورثہ دار نبیؐ کو کیا شہید
جب ساعت صلوٰۃ تھی خنجر گلے پہ تھا

سویا علیؑ کا لال دوعالم کو جیت کر
مٹھی میں کائنات تھی خنجر گلے پہ تھا

کیا جان دے کے جیت گیا جانِ مرتضےٰ
جب موت میں حیات تھی خنجر گلے پہ تھا

○

سلام

لوٹا ہوں کربلا سے اب حال ہے یہ جی کا
جیسے کسی کے در پہ دل رہ گیا کسی کا

دشواریوں میں بھی ہے یہ فرض زندگی کا
مقصد بلند رکھنا آوازِ یا علیؑ کا

مدحِ لسانِ حق میں عالم ہے بے خودی کا
مارا ہوں میں خود ان ہی سخنوری کا

اے کربلا کے خالق عزم و عمل نے تیرے
کتنا بڑھا دیا ہے معیار آدمی کا

مَے خوار اس کا ہوں میں کوثر کا ہے جو ساقی
دشمن ہے کون میرے ایمان و آگہی کا

تھا راہ راست پر حُر عاشور کی سحر کو
کیا بر محل ہوا ہے احساس کجروی کا

کیوں موت زندگی میں یادِ علیؑ نہ آئے
کیا موت زندگی پر کچھ زور ہے کسی کا

نوکِ سناں پہ آکر سبطِ نبیؑ کے سر نے
اعلان خود کیا ہے ملّت کی زندگی کا

زہراؑ کا روزِ محنت، فضّہ کا یومِ راحت
دنیا جواب لائے اس بندہ پروری کا

درسِ عمل ہے مجلس مظلومِ کربلا کی
لیکن علاج کیا ہے ذہنوں کی مفلسی کا

توحید کی حمایت اے بے نیازِ عترت
اچھا مظاہرہ ہے اسلام دشمنی کا

کوئی نہیں بتاتا آلِ نبیؑ کی منزل
معیار پوچھتا ہوں اک اک سے بندگی کا

قرآں حدیث دونوں ہیں ایک ہی زباں کے
کیا راز کوئی سمجھے اب رابطِ معنوی کا

سبطِ نبیؑ کے در پر مولا علیؑ کے در پر
ڈنکا بجا ہوا ہے میری گدا گری کا

اے نجم منقبت ہو اس وقت بھی زباں پر
جب نزع کی ہو ساعت عالم رواروی کا

سلام

ہاتھ رُکتے ہی نہیں ہیں ماتمِ شبیرؑ سے
استفادہ کر رہا ہوں موت کی تاخیر سے

واسطہ کیا ہے مجھے دنیا کی داروگیر سے
ہاتھ خالی ہی کہاں ہیں ماتمِ شبیرؑ سے

آشنائے درد پوچھیں ماتمِ شبیرؑ سے
انقلاب آئے ہیں کتنے دستِ بے شمشیر سے

پوچھتے ہو اب غمِ شبیرؑ کی تاثیر کو
اب یہ آگے بڑھ چکا ہے منزلِ تاثیر سے

جب زباں پر یا علیؑ آتا ہے فرطِ شوق میں
اک سہارا چاہتا ہوں نعرۂ تکبیر سے

کون سمجھے صاحبِ نہج البلاغت کا مقام
مل گئی تحریر جب قرآن کی تحریر سے

اک نہ اک جا خلق میں مجلس کہیں ہوگی ضرور
کوئی پل خالی نہیں ہے ماتمِ شبیرؑ سے

حریت کی منزلوں میں سیدِ سجادؑ نے
اک نیا جادہ بنایا پائے در زنجیر سے

میں نے باب العلم کی چوکھٹ کا بوسہ لے لیا
لوگ ادھر اُلجھے رہے قرآن کی تفسیر سے

سلسلہ جاری رہا صدیوں غمِ شبیرؑ کا
کتنے دل زخمی ہوئے ہیں حرملہ کے تیر سے

یہ اک ادنیٰ سی کرامت ہے غمِ شبیرؑ کی
آدمی انسان بنتا ہے غمِ شبیرؑ سے

ان سے کہہ دو جو خلافِ ماتمِ شبیرؑ ہیں
گردنیں اپنی بچائیں دستِ خیبر گیر سے

نام حُرؑ لیتے ہی بزمِ مدح میں آنے لگی
عفو کے پھولوں کی خوشبو دامنِ تقصیر سے

تم نے قرآں در بغل رہ کر اندھیرا کر دیا
روشنی کی ہم نے اہلِ بیتؑ کی تفسیر سے

اپنے خوں سے نقشِ اِلا اللہ لکھتے کیوں حسینؑ
کام چل سکتا اگر کچھ کاغذی تحریر سے

کربلا کی راہ میں حائل ہیں کتنی مشکلیں
نجم پہنچے لڑتے بھڑتے گردشِ تقدیر سے

سلام

دیکھنے والے شبِ ہجرت کا عنواں دیکھتے
بسترِ راحت پہ یہ معراجِ انساں دیکھتے

نورِ واحد ہم بہر صورت نمایاں دیکھتے
پنجتن پنجاہ تن ہوتے تو یکساں دیکھتے

باز آجاتی اگر اُمت غمِ شبیرؑ سے
نامسلماں کرتے ماتم اور مسلماں دیکھتے

میں زباں پر بھول کر لایا نہ رازِ معرفت
یہ نصیری میرا صبر و ضبطِ پنہاں دیکھتے

دوشِ احمدؐ پر وہی ہم کو نظر آتے اگر
بات اچنبھے کی ہو کیا قرآں پہ قرآں دیکھتے

ہم نے مانا نازشِ تخلیق ہیں انساں مگر
اسوۂ شبیرؑ میں تعمیرِ انساں دیکھتے

روتی ہیں کس کس کی آنکھیں ماتمِ شبیرؑ میں
اشکِ غم کیا مسلک ہندو مسلماں دیکھتے

اپنا غصہ روک لیتے گر نہ عباسؑ جری
اہلِ ساحل زندگی بھر خوابِ طوفاں دیکھتے

کیا ثباتِ پائے عابدؑ صبر کی منزل میں تھا
راہرو پامالیٔ خارِ مغیلاں دیکھتے

اللہ اللہ کہنے والے قربِ حق کی شان میں
یا علیؑ کہتے تو یہ مشکل بھی آساں دیکھتے

مصلحت مانع تھی ورنہ یہ زمین و آسماں
دستِ اصغرؑ اور قاتل کا گریباں دیکھتے

کربلا سے آکے میں اے نجم اس حسرت میں ہوں
میری جانب اک نظر شاہِ خراساںؑ دیکھتے

○

سلام

دل میں غمِ حسینؑ کا روحِ رواں رہے
انساں ضعیف بھی ہو تو نسبت جواں رہے

اب اس مزاجِ درد کے انساں کہاں رہے
جن کی نگاہ میں ورقِ دو جہاں رہے

دل میں اگر محبتِ آلِ رسولؐ ہو
محنت صلوٰۃ و صوم کی کیوں رائگاں رہے

کہتا ہے کاروانِ حسینؑ کا نظم و ضبط
ہر کاروانِ درد پسِ کارواں رہے

کہہ دو جب آئے جرأتِ عباسؑ کا سوال
دریا پہ ہاتھ ڈال کے تشنہ دہاں رہے

میرے لیے وہ حلّتِ جنت سے ہے حسیں
دامن غمِ حسینؑ میں گر دھجیاں رہے

لے آئے کوئی مجلسِ شبیرؑ میں اسے
جو بد نصیب درد سے دامن کشاں رہے

جب تک بروئے کار نہ آیا غمِ حسینؑ
سارے اصول عزم و عمل نیم جاں رہے

عترت بغیر ہوگا نہ ملت میں اتحاد
قرآن تا بہ حشر اگر درمیاں رہے

بوسہ درِ حسینؑ کا سجدہ سے کم نہیں
شکرِ خدا کروں جو کوئی بد گماں رہے

شاعر ہوں جن کا تجّم وہ ہیں وجہ کائنات
ممکن ہے تا ابد مرا نام و نشاں رہے

○

سلام

ثابت یہ ہوا ذاتِ شہؑ عقدہ کشا سے
ملتا ہے بشر سیرت و صورت میں خدا سے

شبیرؑ نے دیکھا انہیں میداں کی فضا سے
عباسؑ تھے آگے حدِ امکانِ وفا سے

کم ہیں وہ جنہیں ربط ہے مفہومِ ولا سے
ملتے ہیں بہت کوثر و تسنیم کے پیاسے

عاشور کے دن ظہر کو دنیا ہوئی واقف
مومن کی نماز اور مجاہد کی دعا سے

یہ پیاس یہ زینبؑ کے دُلاروں کی لڑائی
کیا دشمنوں کے منہ بھی نکل آئے ذرا سے

آغازِ صلوٰۃ اور ہے انجامِ صلوٰۃ اور
اے شیخ حرم باز نہ رہ صلِّ علیٰ سے

نازل جو ہوئی آیۂ فرمانِ مودّت
ربط اور بڑھا میری محبت کا خدا سے

وہ رُوحِ عبادات ہے تو اے غمِ شبیرؑ
اخلاق سنورتے ہیں تری نشو و نما سے

شبیرؑ کا غم تازگیِ فکر و نظر ہے
ملتا ہے یہاں درسِ عمل اشکِ عزا سے

توحید کی بنیاد ہیں سرکارِ رسالتؐ نسبت یہی شبیرؑ کو ہے دینِ خدا سے
مجرم ہیں یہ روکے ہوئے ہیں اجرِ رسالت وحشت جنہیں ہوجاتی ہے ماتم کی صدا سے
اسرارِ حقیقت مرے افکار ہیں اے نجم
تفسیر مرے شعر کی پوچھو عرفا سے

○

سلام

کسی کے بس کی ثنائے ابوترابؑ نہیں یہاں جلالتِ عزم و عمل کی تاب نہیں
نبیؐ کے نور کو نہ دو آفتاب سے مثال وہ آفتاب کا خالق ہے آفتاب نہیں
عراق تجھ پہ ہزار انقلاب آئیں مگر تاثراتِ زیارت کو انقلاب نہیں
شباب احمد مرسلؐ یہ لائے ہیں واپس جمالِ اکبرِ ذی جاہ کا جواب نہیں
یہی ہے نکتۂ حائل احد اور احمد میں حجاب میم کے آگے کوئی حجاب نہیں
غمِ حسینؑ ہے یوں فکر پر اثر انداز خود اپنے دل کو بھی اپنے سخن کی تاب نہیں
یہاں تحفظ انسانیت کا ہے یہ سوال زبانِ سبطِ نبیؐ پر سوال آب نہیں
وہ عصر تنگ کی منزل وہ عظمتِ شبیرؑ یہ وہ فضا ہے جہاں کوئی ہم رکاب نہیں
کیا حسینؑ کو قدرت نے سید الشہداء کسی گروہِ بشر کا یہ انتخاب نہیں
حسینؑ سے جو عقیدت ہے اہلِ ہند کو نجم
فضائے دہر میں اس کا کہیں جواب نہیں

○

سلام

جلوے خدا کے دین میں حُسنِ دوام کے
ممنون ہیں حسین علیہ السلام کے

ملت نثار وارثِ خیرالانام کے
رستے کھلے ہیں حق سے پیام و سلام کے

بیٹھے نصیریوں میں بھی ہم صوفیوں میں بھی
ذکرِ علیؑ کہیں بھی ہو عاشق ہیں نام کے

کچھ سہل ہے حسینؑ کے غم کی مخالفت
انسان اور حریف الٰہی نظام کے

خیرالعمل ہے آنکھوں کا اشکِ غمِ حسینؑ
دل سو رہے ہیں ملتِ خیرالانام کے

پڑھیئے سلام بزم میں انسان کم سہی
ممکن جو منتظر ہوں فرشتے سلام کے

خالی کبھی نہ جائے گا فیضانِ کربلا
ہر دور میں ہوئے ہیں کچھ انسان کام کے

آتی ہے اور مدح سرائی میں کیفیت
جتنے حریف بڑھتے ہیں اس دورِ جام کے

وہ وقتِ عصر آخری رخصت حسینؑ کی
پردے کبھی گرے کبھی اُٹھے خیام کے

لاشیں وہ کربلا میں شہیدوں کی خاک پر
کیا نور بھر رہی تھیں دھندلکے میں شام کے

جی چاہتا ہے جان ان اشکوں پہ ہو نثار
آنکھوں میں اشک آئے ہیں اصغرؑ کے نام کے

میں ہوں کلیمِ طور ثنائے علیؑ کا نجم
انداز ہیں کلام میں نقشِ دوام کے

o

سلام

محبت میں علیؑ کی دل سراپا نور ہوجائے
ذرا ہمت کرے اور شعلۂ بے طور ہوجائے

عجب کیا کربلا دردِ دلِ جمہور ہوجائے
یہ غم ہر مملکت میں شاملِ دستور ہوجائے

اگر مردہ دلوں میں ہو غمِ شبیرؑ کی منزل
جبینوں پر نمایاں زندگی کا نور ہوجائے

بشر جس کو غرورِ عشق سے تسکین حاصل ہو — وہ سر رکھ کر نجف کی خاک پر مغرور ہو جائے
بہت آساں ہیں دل مل جائیں زیرِ تیغ سجدے پر — بہت مشکل ہے سجدے کا بھی دستور ہو جائے
اندھیرے سے دماغ و دل خراجِ روشنی لے لیں — اگر ملت کو عرفانِ شبِ عاشور ہو جائے
کسے دنیا میں اندازہ ہو اس ذہنی شجاعت کا — حسینؑ ایسا جری پھر صبر پر مامور ہو جائے
لگا رکھی ہے لو شمعِ شبستانِ رسالت سے — نجانے کب چراغِ زندگی بے نور ہو جائے
رُخِ سبطِ نبیؐ پر تھی جو دردِ انگیز شادابی — کہاں ممکن ہے جب زخموں سے انساں چور ہو جائے
تہِ شمشیر بھی شبیرؑ مختارِ دو عالم تھے — شہادت کیا جو مرنے پر بشر مجبور ہو جائے

کوئی لکھ لے مجھے اے نجم قنبر کے غلاموں میں
گذارش ہے اگر تقدیر سے منظور ہو جائے

○

سلام

یہ بتا دینا زمانے کو ہمارا کام ہے — اہلِ بیتِ مصطفےٰؐ کی زندگی اسلام ہے
دور ہیں حبِّ عمل سے جب تک اربابِ عزا — دیکھنے کے ہیں یہ آنسو غم برائے نام ہے
بیٹھ کر مجلس میں روئے اُٹھ کے ماتم بھی کیا — اسوۂ انصار کی تقلید سے کیا کام ہے
جب نشانہ ہوگیا بے شیر تیرِ ظلم کا — زندگی کیا، موت بھی اس دن سے بے آرام ہے
جو تولائی ہیں مخلص ان کو دیکھو اک نظر — ہر ادا میں ہر سخن میں دعوتِ اسلام ہے
اس طرف بھی اک نظر اے بادۂ خمِ غدیر — یا علیؑ کندہ ہے جس پر یہ ہمارا جام ہے
پوچھنا ہے مدحتِ شبیرؑ کا گوشہ کوئی — مجھ کو جبریلِ امیں سے اک ذرا سا کام ہے
ان کا کیا کہنا جو ہیں تقلیدِ اہلِ بیت میں — زندگی اسلام، لطفِ زندگی اسلام ہے
فکرِ شاعر کی خطا ہے فن پہ کیا الزام ہے — شاعری اس دور میں لفظوں کا قتلِ عام ہے

دل جگر زخمی کرو دانش ورانِ قوم کے — کیا پیمبرؐ کے جگر گوشوں کا یہ پیغام ہے
دشمنوں کی بھی بچالیتے تھے جانیں اہل بیتؑ — اور یہاں الفاظ سے آپس میں قتلِ عام ہے
یہ کبھی سوچا ہے تم نے ان سے کہلاتے ہیں ہم — ہر عمل جن کا دلیلِ عزتِ اسلام ہے
مدح کی منزل میں جھگڑے قافلے والوں کے ساتھ — اے تولائی مسافر یہ نیا اقدام ہے

نجم کیا معلوم کس کا شعر انہیں آئے پسند
مدحِ اہل بیتؑ پر نازشِ خیالِ خام ہے

○

سلام

اگر وہ خود نہ دلوں کے نگہباں ہوتے — علیؑ کے حق میں بشر حمد بر زباں ہوتے
حقوق آلِ نبیؐ ہر طرح عیاں ہوتے — زباں نہ کھولتے انساں تو دل زباں ہوتے
غمِ حسینؑ کے جذبے اگر عیاں ہوتے — عزا کی شمع سے اُٹھتا ہوا دُھواں ہوتے
وہ غم علیؑ کی محبت میں جاں فزا نکلے — جو دوسروں کی محبت میں جاں ستاں ہوتے
اگر حسینؑ نہ تخلیقِ کربلا کرتے — یہ حوصلے یہ عزائم بھی پھر کہاں ہوتے
بڑی علیؑ کی ضرورت تھی شانِ وحدت کو — بغیر ان کے منظم نہ دو جہاں ہوتے
کہاں یہ شعر ہے اصغرؑ کی نذر کے قابل — گلوئے مدح کے اے کاش ہنسلیاں ہوتے

ازل سے مدحِ علیؑ ہے ابد ہے دور ابھی
زمانہ چاہیے تکمیل داستاں ہوتے

○

سلام

کیا شریعت کیا طریقت صدرِ محفل ہے حسینؑ
مرکزِ انسانیت صورت گر دل ہے حسینؑ

تیرا نفسِ مطمئن قرآن کا دل ہے حسینؑ
مقصد خلقت ترے سجدے کا حاصل ہے حسینؑ

فاتح خیبر علیؑ، یہ فاتح کرب و بلا
اپنے بابا کی طرح حلالِ مشکل ہے حسینؑ

تو ہی تو ہے عارفِ کامل بتائے لا الٰہ
تو ہی الا اللہ کی تفسیر کامل ہے حسینؑ

کیا عجب ہے تیرا سجدہ زیرِ خنجر دیکھ کر
کوئی کہہ اٹھتا کہ تو سجدے کے قابل ہے حسینؑ

میں سمجھتا ہوں نمود کن کا پس منظر یہی
محفلِ کون و مکاں میں شمعِ محفل ہے حسینؑ

جس گلے پر ثبت ہوں بوسے رسول اللہؐ کے
وہ گلا کیا شمر کے خنجر کے قابل ہے حسینؑ

پار تو نے کس طرح بیڑا کیا اسلام کا
اب کسے اندازۂ طوفان و ساحل ہے حسینؑ

مجھ سے تو اور میں ہوں تجھ سے، قول پیغمبر کا ہے
یہ شرف تنہا تری ہستی کو حاصل ہے حسینؑ

جس کا گریہ تیرے غم میں خودکشی سے کم نہیں
جو مخالف ہے ترا وہ اپنا قاتل ہے حسینؑ

کربلا اک نام ہے کرب و بلا دو لفظ ہیں
بس خدا کو ہے خبر کیا تیری منزل ہے حسینؑ

سب سے کم رتبہ سہی لیکن یہ رتبہ کم نہیں
نجم بھی تیرے ثنا خوانوں میں شامل ہے حسینؑ

○

سلام

جب اہلِ تولا نے تولا میں کمی کی
آئی لبِ فطرت پہ صدا نادِ علیؑ کی

اسلام کی تھی موت جو شبیرؑ نہ ہوتے
عشرہ کا وہ دن تھا کہ ضرورت تھی سبھی کی

کیا کام کیا نیزہ پہ شبیرؑ کے سر نے
سنتے نہ یہ انسان خطا کار کسی کی

تفسیر کو ہوتی نہ اگر آلِ نبیؐ کی
کہتے یہی اغیار کہ قرآں نے کمی کی

عزت کے مقابل میں ہر اقدام تھا ناکام
کرنے کو دنیا نے بہت عشوہ گری کی

ہم شکلِ پیمبرؐ کے خدوخال نہ آئے
شاعر نے بہت نظم میں تصویر کشی کی

اے دوست محبت کے شرائط بھی ہیں معلوم
یا صرف زبانی ہی محبت ہے علیؑ کی

یہ نفس کشی اصل میں انسان کشی ہے
بے حُبِ علیؑ تو نے اگر نفس کشی کی

عشرہ کو مکمل ہوئی اسلام کی تصویر
شبیرؑ کے ایثار نے پوری یہ کمی کی

لکھا گیا نامِ علی اصغرؑ سرِ فہرست
تاریخ مرتب ہوئی جب تشنہ لبی کی

شبیرؑ کو پانی کی طلب میں تھا تامل
غداروں نے شبیرؑ سے بیعت طلبی کی

ممدوح ہی واقف مری نیت سے ہیں اے نجم
دنیا میں ہے شہرت مری آشفتہ سری کی

○

سلام

لاکھ ظلم روزگار دیکھتا چلا گیا
صاحب حد اختیار دیکھتا چلا گیا

گھر کا گھر بگڑ گیا قوم کے بناؤ میں
لٹ گئی بھری بہار دیکھتا چلا گیا

دیکھتے ہی دیکھتے سب چمن اُجڑ گیا
فاطمہ کا گلعذار دیکھتا چلا گیا

اس کے اختیار میں موت بھی تھی زیست بھی
موت کو بروئے کار دیکھتا چلا گیا

اس کے عزمِ خیر میں کچھ کمی نہ آسکی
وہ حرم کا حال زار دیکھتا چلا گیا

بے خودی کی صورتیں وہ اداس مورتیں
جان دو جہاں نثار دیکھتا چلا گیا

اپنے خوں میں لوٹ کر اپنی شان دلبری
مرتضیٰ کا یادگار دیکھتا چلا گیا

سینہ پہ لگی سناں ہائے اکبرؑ جواں　　خون ہوگئی بہار دیکھتا چلا گیا
تیر سے بجھائی جب حرملہ نے تشنگی　　منہ پدر کا شیر خوار دیکھتا چلا گیا
موت میں حیات میں فیض کائنات میں　　اضطراب روزگار دیکھتا چلا گیا
چاہتا اگر حسینؑ مٹ گئے تھے مشرقین　　دین حق کا تاجدار دیکھتا چلا گیا

آئیں جب امامِ عصر ان سے یہ کہے کوئی
نجم زار انتظار دیکھتا چلا گیا

○

سلام

ملکِ عرب کا تپتا جنگل　　دھوپ سے ذرہ ذرہ بیکل
قہر کی گرمی وقت ستم کا　　خشک ہے پانی دیدۂ نم کا
شعلہ بکف ہیں لُو کے تھپیڑے　　ڈوب رہے ہیں خشکی میں بیڑے
رو بہ رضا ہیں چند مسافر　　راہِ طلب میں صابر و شاکر
مصحفِ حق کے بکھرے پارے　　فرشِ زمیں پر چاند ستارے
گورے چہرے زلفیں کالی　　پیوست ابرو آنکھ غزالی
تن میں اُجلے اُجلے جامے　　سب کے سروں پر سبز عمامے
لانبے نیزے تیغیں دو دھاری　　گھوڑے جیسے بادِ بہاری
مکّے والے مدینے والے　　اپنے نبیؐ کے رشتہ والے

ساری خدا کی شان کی باتیں آپس میں قرآن کی باتیں
فخرِ عجم کے فخرِ عرب کے شاہِ شہیداں آگے سب کے
ایک کے پیچھے ایک عماری ناقوں کے اوپر بیبیاں ساری
گود میں ننھے ننھے بچے جیسے گلوں میں موتی سچے
چھوٹا سا اک شامی لشکر حُرِ ریاحی جس کا افسر
ان کا رستہ روکنے آیا شیر دلوں کو ٹوکنے آیا
آیا لیکن پیاس کا مارا مرنے کے وسواس کا مارا
سب کے لبوں پر پیاس سے جانیں منہ سے باہر خشک زبانیں
ایسا پتلا حال جو دیکھا دشمن کو پامال جو دیکھا
جوش میں آئے کوثر والے ابرِ کرم کے برسے جھالے
ایک خیال و خواب تھا پانی کوسوں تک نایاب تھا پانی
بچوں کا دھیان نہ آیا خوب پلایا خوب لٹایا
مشک ہر اک منہ کھول رہی تھی تشنہ لبوں سے بول رہی تھی
عام کرم کی شان دکھائی گھوڑوں کی بھی پیاس بجھائی

ایک نہ رکھا قطرہ باقی
واہ ری ہمت واہ رے ساقی

○

کرب و بلا

بہم ہیں آج زمیں آسمان کرب و بلا　　ہماری فکرِ سخن اور بیانِ کرب و بلا
قدم زمیں پہ نہ رکھے وہ خوش نصیب بھی تھے　　کٹا کے پاؤں گئے رہروانِ کرب وبلا
زبانیں قطع ہوئیں کٹ گئے گلے کتنے　　مگر نہ ختم ہوئی داستانِ کرب و بلا
اجل کا غم ہمیں کیوں ہو رہے گی محشر تک　　ہماری خاک پسِ کاروانِ کرب و بلا
لحد میں آکے نکیرین منہ نہ کھول سکے　　مری زبان پہ تھی داستانِ کرب و بلا
علیؑ ہیں نام میں اکبرؑ نبیؐ ہیں صورت میں　　کہوں نہ کیوں انھیں روحِ روانِ کرب و بلا
بجز حسینؑ کسی نے ازل کی دعوت میں　　کیا نہ حوصلۂ امتحانِ کرب و بلا

مجھے تو موت بھی مجلس میں آئے گی اے تجمؔ
میں جان دے کے رہوں گا بجانِ کرب و بلا

O

سلام

اک اُداسی کے سوا خیموں میں اب کیا رہ گیا
فاطمہؑ کا لال سر دینے کو تنہا رہ گیا

اک سکونِ مرگ ہے اور عصر کا ہنگام ہے
جی اٹھے گی ایک سجدہ سے یہ ایسی شام ہے

زیرِ خنجر مرکزِ ایماں کا سر خم ہوگیا
ایک سجدہ کار فرمائے دو عالم ہوگیا

غرق خوں میں لاڈلے مسلم کے اور زینبؑ کے لال
لاشۂ قاسمؑ ہے گھوڑوں کے سموں سے پائمال

ہم شبیہِ مصطفیٰؐ سینے پہ برچھی کھا چکا
حلقِ اصغرؑ کا لہو اسلام کے کام آچکا

خونِ دل اسلام کی آنکھوں سے بہنے ہی کو ہے
عرشِ خالق کی فضا لبیک کہنے ہی کو ہے

برچھیوں میں اہتمامِ سجدۂ شبیرؑ ہے
اللہ اللہ کیا مقامِ سجدۂ شبیرؑ ہے

گرم ریتی حشر سامانی کا سجدہ مرحبا
یہ لہو میں غرق پیشانی کا سجدہ مرحبا

داستانِ عشق ہوگی اب زبانِ حُسن پر
مہر کرتی ہے جبیں سے آستانِ حُسن پر

حشر یہ ہونے کو ہے خیمہ کے در کے سامنے
کیا قیامت ہے کہ زینبؑ ہے نظر کے سامنے

لے چکا انگڑائیاں ساحل پہ عباسِؑ جری
کیا کٹے ہاتھوں سے کی اسلام کی بھی رہبری

مرضیِ خالق کا دامن بھرنے والے کو سلام
سینکڑوں تیروں میں سجدہ کرنے والے کو سلام

''لہو قطرہ قطرہ'' ان کے انتقال کے چار سال بعد 1979ء میں شائع ہوا۔ علامہ ضمیر اختر نقوی نے لکھا ہے کہ تجمم آفندی نے حیات میں چند تصانیف مرتب کی تھیں مثلاً ''گلدستہ نعت'' ''مذہبی رباعیات'' ''قومی اور مذہبی نظموں کا مجموعہ'' ''خودنوشت سوانح حیات'' جو نامکمل رہ گئی تھی جو کبھی شائع نہ ہوئیں۔ نیز تجمم کے مضامین کا کوئی مجموعہ بھی ترتیب نہیں دیا گیا۔

تجمم مرحوم کی تصانیف کی فہرست جو ضمیر اختر نقوی نے مرتب کی ہے یہاں پیش کی جارہی ہے۔ باضافہ چند تصانیف جو بعد میں شائع کی گئی ہیں۔

نمبر شمار	نام کتاب	سن طباعت	مطبع	تفصیلات
1.	پھولوں کا ہار	1917ء	آفندی بک ڈپو، آگرہ	پہلا مجموعہ کلام۔ ادبی، اخلاقی قومی نظموں کا مجموعہ وہ نظمیں جو شیعہ کانفرنس میں پڑھی گئی تھیں۔
2.	قصائد تجمم	1943ء	آفندی بک ڈپو، آگرہ	رباعیات (32) قصائد اور نظمیں (25)
3.	تہذیب مودّت	1943ء	تاج پریس، یوسف آباد، حیدرآباد	رباعیات (140)
4.	اشارات غم حصہ اول	1938ء	احباب پبلشرز، لکھنؤ	نوحوں کی بیاض (32) نوحے
5.	اشارات غم حصہ دوم	1938ء	احباب پبلشرز، لکھنؤ	نوحوں کی بیاض (33) نوحے
6.	اشارات غم حصہ سوم	1938ء	احباب پبلشرز، لکھنؤ	نوحوں کی بیاض (21) نوحے
7.	کربلا کی آہ	——	کتب خانہ اثناعشری، لکھنؤ	جدید نوحہ جات (9) نوحے
8.	آیات ماتم	1361ھ	نظامی پریس، لکھنؤ	نوحوں کی بیاض
9.	تصورات غم	1943ء	مکتبہ ناصری گولہ گنج، لکھنؤ	نوحوں کی بیاض